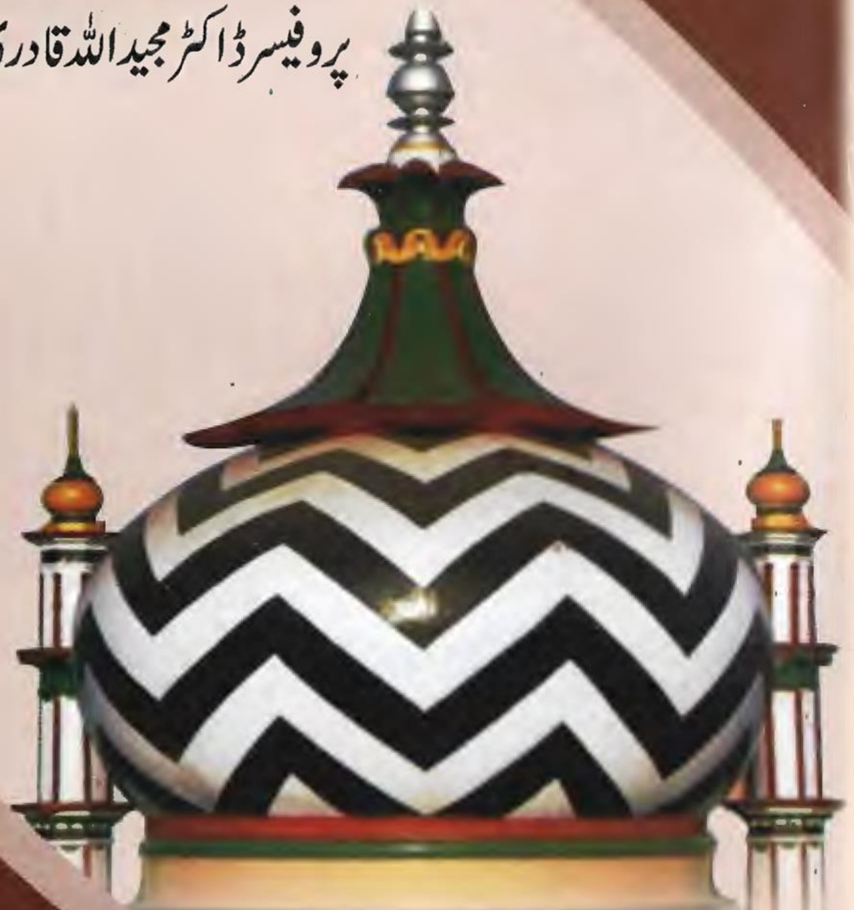
(امام احمد رضا محدث بریلوی کے سائنسی نظریات کی روشنی میں)

# مقالاتِ مجیدی (حصہ اوّل)

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری



ترتیب وتدوین

پروفیسر محمد آصف خان علیمی قادری

(امام احمد رضا محدث بریلوی کے سائنسی نظریات کی روشنی میں)

# مقالاتِ مجیدی

(تحریر: پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری)

(حصہ اوّل)

ترتیب وتدوین

پروفیسر محمد آصف خان علیمی قادری

(بانی: العلیم فاؤنڈیشن ٹرسٹ، مکتبۂ علیمیہ کراچی)

بتعاون

خانقاہ قادریہ رضویہ مجیدیہ، کراچی

الکوثر 50/1 c بلاک A-1 گلستان جوہر بالمقابل شیخ زید اسلامک سینٹر کراچی

مکتبۂ علیمیہ کراچی

# فہرست

# عرضِ ناشر

الحمدللہ علی احسانہ چھ سال قبل فقیر (محمد آصف خان علیمی) نے **سفیرِ پاکستان، مبلغ اسلام، حضرت علامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی قادری میرٹھی** رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت سے **"العلیم فاؤنڈیشن ٹرسٹ"** واقع محمدی کالونی سی ون ایریا لیاقت آباد قائم کیا تھا،

مکتبۂ علیمیہ کی جانب سے آپ کی خدمت میں پیش کیا جانے والا یہ ۲۷واں رسالہ ہے۔ یہ پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری کے امام احمد رضا خان قادری محدث بریلوی قدس سرہٗ العزیز کی سائنسی بصیرت کے حوالے سے وہ پُر مغز و شاندار علمی و فکری مقالہ جات ہیں جو ماہنامہ **"معارف رضا"** میں گذشتہ دہائی میں چھپے۔ موصوف عالمی شہرت یافتہ ادارے **"جامعہ کراچی"** کے قابل فخر اور نامور استاد ہیں۔ ساتھ ہی تحریر و تقریر کے ذریعے ملک و بیرونِ ملک تبلیغ دین میں بھی مصروف ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے یہ دعا ہے کہ وہ اس کتاب کے پڑھنے والوں کو ایمانِ کامل کے ساتھ عمل صالح کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ساتھ ہی ساتھ حبِ رسول ﷺ، حب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، حب اہل بیت کرام، اور حبِ اولیاء اللہ سے سرشار کرے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری کوششوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، انہیں ہمارے لیے بخشش کا ذریعہ بنائے اور دین اسلام کی مزید خدمت کرنے کی ہمت و توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ نبی الامین ﷺ

محمد آصف خان علیمی قادری

بانی و ناظم مکتبۂ علیمیہ، کراچی

# تقریظِ جلیل

## پروفیسر ڈاکٹر مفتی ناصرالدین صدیقی قادری

(اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامی، جامعہ کراچی)

**نحمده ونصلی ونسلم علی رسوله الکریم امابعد**

**فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ، بسم اللہ الرحمن الرحیم**

شاگردعزیز جناب مولانا پروفیسر محمد آصف خان علیمی زیدمجدہ کے توسط سے **"مقالات مجیدی"** باصرہ نواز ہوئے۔ یہ کتاب دراصل شاگردعزیز ( آصف علیمی ) کے جمع کیے ہوئے ان مضامین کا مجموعہ ہے جوانھوں نے دنیائے اسلام کی لحیم وشحیم ،قدآوراورعصر حاضر میں عوام وخواص کومتحرک و متاثر کرنے والی نامورشخصیت محترم جناب پروفیسر ڈاکٹر مجیداللہ قادری صاحب کی تحاریر سے بنایا ہے۔اس کتاب میں موصوف ( آصف علیمی ) نے ڈاکٹر صاحب کے ان مضامین کوجمع کیا ہے جو انھوں نے امام احمد رضاخان قادری محدث بریلوی قدس سرہٗ العزیز کی سائنسی بصیرت کے حوالے سے وقتاً فوقتاً قلمبند کیے ہیں۔

احقر سے ڈاکٹر صاحب کے برادرانہ ومشفقانہ تعلقات **1986**ء یعنی تقریباً ربع صدی سے جاری وساری ہیں اورانشاء اللہ ہمیشہ جاری وساری رہیں گے۔

احقر کے والدمحترم جناب عظیم الدین صدیقی (مرحوم) اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان فاضل بریلوی کے خلیفہ اجل حضرت عیدالاسلام مولانا عبدالسلام صدیقی قادری رضوی جبل پوری علیہ الرحمہ کے شاگردرشیداورمرید خاص تھے۔جبل پورمیں بڑے مولانا (حضرت مولانا عبدالسلام قادری رضوی علیہ الرحمہ ) نے ایک جمعہ کے موقع پراحقر کے والدکواپنارومال بطورعمامہ عطافرماکرنماز جمعہ کی امامت کاحکم عطافرمایااوران کی اقتداء میں نماز جمعہ پڑھی تواس کے بعد یہ ہواکہ گویاپورے جبل پورکی

جس مسجد میں والد صاحب چلے جاتے وہاں کے امام مسجد والد صاحب ہی کو نماز میں امامت کی ذمہ داری سونپنے کی کوشش کرتے مگر والد محترم اکثر امامت سے گریز فرماتے۔

برسبیل تذکرہ اپنے والد محترم کی یہ بات خاص طور سے یہاں اس لئے ذکر کی گئی کہ ''حلقہ قادریہ مجیدیہ'' کے محبین ومتوسلین اور معتقدین کے لیے یہ بات باعث فرط واطمینان ہو کہ محترم جناب پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب نے جس شخص کو جامعہ کراچی کی مسجد میں جمعہ کی امامت کے لیے آگے بڑھایا۔ نور ٹی وی کے عشرہ اعلیٰ حضرت کے پروگرام ''شریعت وطریقت'' میں اپنے ساتھ ملایا۔ ''معارف رضا'' کے اردو وانگریزی شماروں کے مضامین کی نظر ثانی واصلاح کے لیے جس پر اعتماد فرمایا۔ ''شفائی وی'' کے پینل میں شامل کیا۔ حلقہ قادریہ رضویہ اور جامعہ کراچی کے کسی بھی دینی، علمی اور ملّی معاملے میں مشاورت ورہنمائی کے سلسلے میں پرخلوص روابط برقرار رکھے، وہ ان کی اپنی ذاتی توجہ کے ساتھ ساتھ ارواح مشائخ قادریہ رضویہ کی روحانی توجہات اور فیوضات وبرکات کا تسلسل ہے۔

کبھی ایسا نہ ہوا کہ ڈاکٹر صاحب نے احقر سے یا احقر نے ڈاکٹر صاحب سے کسی معاملہ میں کوئی بات کی ہو اور اس کا فوری ومثبت ردعمل سامنے نہ آیا ہو۔

ڈاکٹر صاحب موصوف عمر، معاشرتی وسرکاری مناصب کے علاوہ کئی لحاظ سی بہت سی فضیلتوں کے جامع ہیں اور مسلسل کوشاں ہیں کہ پاکستانی معاشرے مس ی جدید وقدیم نظامہائے تعلیم سے وابستہ افراد اسلامی تعلیمات کے مطابق مسجد، مدرسہ اور خانقاہوں سے اس طرح فیض یاب ہوں کہ ترقی کی راہوں میں کامیاب ہوں اور دنیا وآخرت میں سرخروئی حاصل کرسکیں۔

جدید علوم وفنون سے دلچسپی وواقفیت کی بات ہو یا علوم دینیہ کی تحصیل، حلقہ ہائے ذکر وفکر ہوں یا دینی محافل، سرکاری تقریبات ہوں یا قومی وعالمی کانفرنسز ہر موقع پر سادگی، تقویٰ، اخلاص اور امت مسلمہ کی بھلائی کا غالب جذبہ کارفرما نظر آتا ہے۔

"مقالات مجیدی" دراصل آپ کے کئی تحریری شہ پاروں میں سے ایک ہے جو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے فیضان سے لبریز ہے۔ اس میں ایک طرف تو عرفان اعلیٰ حضرت کو عام کرنے کا پہلو ہے تو دوسری طرف جدید سائنسی اصطلاحات کے حوالے سے مغرب زدہ طبقے کو اُن سائنسی علوم سے متعارف کرانا ہے جو فیض رسالت سے بوریا نشینوں کو بطور علم لدنی عطا کئے جاتے ہیں۔

چونکہ ڈاکٹر صاحب موصوف خود ماہر ارضیات سائنسدان میں بھی شمار کئے جاتے ہیں لہٰذا اس موضوع پر اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کے علوم ومعارف کو بیان کرنا ان ہی کا خاصہ ہے۔

مکتبہ علیمیہ کراچی کو یہ شرف حاصل رہا ہے کہ اس کے توسط سے خصوصاً اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ کے خلفا وتلامذہ اوران کے مریدین ومعتقدین کے علمی وادبی شہ پارے منصۂ شہود پر آتے رہتے ہیں۔ گزشتہ پانچ سالوں سے خلیفہ اعلیٰ حضرت، حضرت شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمہ کے روحانی فیوض وبرکات اس ادارے کے ذریعے عوام وخواص تک پہنچ رہے ہیں۔ کتب کے تراجم ہوں یا شروح ہوں، ترتیب وتدوین ہو یا تحقیق وتخریج، ہر علمی وادبی کام کے لیے ادارے کے تمام اراکین شب وروز دین اسلام کی خدمت میں ہمہ تن مصروف رہتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس ادارے کے تمام متعلقین ومعاونین کو بزرگان دین کے فیوض وبرکات عام کرنے کا صلہ دنیا وآخرت میں عطا فرمائے اوراس کو مزید ترقی عطا فرمائے اوراسی طرح خدمات دین متین کرتے رہنے کی سعادت ابدی نصیب فرمائے۔ آمین

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ڈاکٹر صاحب موصوف کے فیوض وبرکات کو مزید عام کرے اور صحت ودرازی عمر کے ساتھ دین اسلام کی خدمت کرتے رہنے اوراس راہ میں نو واردان خصوصاً مولانا پروفیسر محمد آصف خان علیمی کی سرپرستی ورہنمائی کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمِیْنَ بِجَاہِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَ بَارَکَ وَسَلَّمَ

احقر ناصر الدین صدیقی قادری غفرلہ

# تقریظ

مفتی محمد عاصم نیروی نقشبندی

(انچارج پروگرام ،NoorTv، کراچی، پاکستان)

**نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم**

اسلام دین فطرت ہے اور سائنس علوم فطرت کا مجموعہ، لہٰذا عکاس فطرت ہونے کی بدولت دونوں کا ساتھ، روح وبدن کا ساتھ ہے۔ قرآن مجید برہان رشید کا مطالعہ کرنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ احکام دینی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، قرض، تجارت، طلاق اور طہارت کی بابت تقریباً 150 آیت نازل ہوئی ہیں جبکہ 756 آیات علوم فطرت میں تحقیق کی تشویق کے لیے نازل ہوئیں۔ کثیر مقامات پر خالق ِارض وسما نے صیغۂ امر سے طبع انسانی کو مظاہر کائنات میں مطالعہ وریسرچ کا حکم ارشاد فرمایا ہے اور اس مطالعہ سائنس سے اعراض کو "ملی موت کے قرب سے تعبیر کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

☆**اَوَ لَمۡ یَنۡظُرُوۡا فِیۡ مَلَکُوۡتِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ مَا خَلَقَ اللّٰہُ مِنۡ شَیۡءٍ ۙ وَّ اَنۡ عَسٰۤی اَنۡ یَّکُوۡنَ قَدِ اقۡتَرَبَ اَجَلُہُمۡ**. (سورہ اعراف:۱۸۵)

ترجمہ: کیا وہ لوگ آسمان وزمین کی بادشاہت میں اور جو جو اللہ نے تخلیق فرمایا ہے اس میں غور وفکر نہیں کرتے گویا ان کی موت قریب آگئی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اسلام کی وہ عبقری شخصیات جنھیں اللہ سبحانہ تعالیٰ تجدید امت کے منصب پر فائز فرماتا ہے انھیں بارگاہ علیم وحکیم سے علم الاحکام کے ساتھ ساتھ معادن ارضیہ، خزائن بحار اور دفائن جبال کے اَدق علوم سے بھی مالا مال کیا جاتا ہے۔ کیونکہ علوم کسبیہ کے منتہا سے علوم وہبیہ کی ابتدا ہے اس کی بیّن مثال دیکھنی ہوتو فکر وخیال کو سوِبریلی دوزانوں بیٹھا کے مراقب ہو جائیں۔ اب ذہن کے آئینوں پہ جو صورت مترسم ہوگی وہ صورتِ الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ ہی ہوگی، کہ جن کی سائنسی تحقیقات نے نہ صرف مسلمانان ہند بلکہ مسلمانان عالم کو "ملی موت" سے بچایا۔

سیدی امام احمد رضا کے زمانے میں عوام وخواص نے آپ کی سائنسی تحاریر سے خوب استفادہ کیا۔ برصغیر کے عظیم زعماء اپنی سائنسی تحقیقات کی تشفی کے لیے آپ ہی کے درِدولت پر حاضری دیتے۔ پھر کیا ہوا

وہی جو ہوتا آتا ہے، ارتقاء کی آندھی آئی، افہام و تفہیم کا اسلوب بدل گیا، طرزِ تکلم و بیان میں تبدیلی آگئی، یہ ارتقاء کا طوفان اس قدر شدید تھا کہ اہلِ زبان بے زبان ہوگئے۔ امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کی سائنسی تحقیقات کو سمجھنا اک معمہ بن گیا۔ آپ کے طرزِ بیان و نہجِ استدلال سے نسلِ نو نابلد ہوگئی۔ آخر اس مقولے کے مصداق "لکل فن رجال" اللہ نے اپنے اک چنیدہ بندے کو یہ توفیق بخشی کہ وہ تحقیقاتِ رضا کو وہ حسین آہنگ عطا کریں جو عصرِ حاضر کے قارئین کے لیے قریب الفہم ہو۔ **ایں سعادت بزور بازو نیست۔**

محققِ کتاب اللہ پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری سلمہ اللہ نے الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کی سائنسی تحاریر کو جدید قالب بخشا ہے کہ جو بس انہیں کا حصہ تھا۔ پہلے عوام و خواص جن تحریروں کو تبرکاً دیکھتے تھے، محققِ کتاب اللہ پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب کی کاوشوں کی بدولت اب لوگ ان نظریات کو سمجھنے اور پھر سمجھانے کے قابل ہوگئے ہیں۔ ارتقاء کا یہ سفر اب بھی جاری ہے لہٰذا پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب کے اس عظیم کام کو "نور ٹی وی" نے اک دستاویزی پروگرام کی طرز میں بھی ریکارڈ کیا ہے اور مجھ عاجز کو یہ سعادت ملی کہ میں اس عظیم دستاویزی پروگرام کا ڈائریکٹر پروڈیوسر بنا۔ قبلہ ڈاکٹر صاحب کی شخصیت کے تعارف میں مجھ جیسے کا کچھ لکھنا بے سود ہوگا کیونکہ یہ بات کائناتی حقائق میں سے ہے کہ **آفتاب آمد دلیل آفتاب**۔ ان کا وجود ہی ان کے جود کا مظہر ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مثل متحرک شخصیات ہم میں زیادہ فرمائے۔

یہ عظیم کتاب جو **"مقالاتِ مجیدی"** کے نام سے ہمارے سامنے ہے، دراصل میدانِ صحافت میں گلشنِ اہلِ سنت کے مہکتے گلاب محبی محترم پروفیسر **محمد آصف خان علیمی مدظلہ العالی** کے جمع کیے ہوئے ان مضامین کا مجموعہ ہے جو انھوں نے دنیائے اسلام کی نامور شخصیت پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب کی سائنسی تحاریر سے بنایا ہے۔ اس وقیع محنت کو قدر کی نظر سے وہی دیکھیں گے جو اس کام کو سمجھتے ہیں۔

محبی محترم پروفیسر **محمد آصف خان علیمی مدظلہ العالی** عرصہ دراز سے اُمت مسلمہ کے لیے تحریری و تقریری، دینی و اصلاحی، تعلیمی و تربیتی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ ان کے قائم کردہ ادارے **"العلیم فاؤنڈیشن ٹرسٹ"** کے مختلف شعبہ جات کامیابی سے اصلاحِ اُمت کا فریضہ ادا کر رہے ہیں۔ اس کا شعبہ تصنیف و تالیف (مکتبہ علیمیہ، کراچی) بھی گذشتہ چھ سال سے اشاعتِ دین میں کامیابی سے مصروفِ عمل ہے۔ اس شعبے کے ذریعے اب تک علمائے اہلِ سنت کی بے شمار نادر تحاریر کو جدید اسلوب پر طبع کیا جاچکا ہے اور ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔ اللہ رب العزت ان کی سب کی کوششوں کو تاجِ قبولیت اور جزائے خیر سے نوازے اور ان کے ادارے کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

# حرفِ آغاز

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری ابن شیخ حمید اللہ قادری حشمتی (م 1989ء) شہر کراچی میں 3 اپریل 1955ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے نانا حضرت مولانا محمد عبدالوکیل قادری رضوی کانپوری علیہ الرحمہ (م 1961ء)، امام احمد رضا خان قادری محدث بریلوی سے براہ راست بیعت تھے۔ پروفیسر صاحب کا بچپن 1955ء تا 1961ء اپنے نانا حضور کی سرپرستی میں گزرا جس کے اثرات ان کی شخصیت میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب نے جوانی کے ابتدائی سال اپنے والد کے ہمراہ حجاز ہی میں گزارے۔ 1964ء تا 1968ء کے دوران کئی مرتبہ حرمین شریف کی زیارت نصیب ہوئی۔ جب کہ پہلا حج 1964ء اور دوسرا حج 1965ء میں اپنے والدین کے ساتھ کیا۔ حج سے واپسی کے بعد آپ نے اسکول اور کالج کی تعلیم حاصل کی اور جامعہ کراچی سے 1975ء میں B.Sc اور 1976ء میں M.Sc کی اسناد پہلی پوزیشن کے ساتھ حاصل کی۔ جلد ہی 1978ء میں آپ نے جامعہ کراچی میں لیکچرار کی حیثیت سے شعبۂ ارضیات میں تعلیمی خدمات کا آغاز کیا جو ہنوز جاری ہے اور آپ ان دنوں جامعہ کراچی کے شعبہ پٹرولیم ٹیکنالوجی کے پروفیسر اور چیئرمین کی حیثیت سے 2004ء سے خدمات انجام دے رہے ہیں۔

اس وقت آپ کا شمار جامعہ کراچی کے چند سینئر ترین اساتذہ میں ہوتا ہے، آپ بیک وقت جامعہ کراچی کی کئی فیکلٹیز کے ممبر ہیں اور آپ نے خصوصیت کے ساتھ جامعہ کراچی کی فیکلٹی آف اسلامک اسٹڈیز میں اسپیشل ممبر کی حیثیت سے خدمت انجام دیتے ہوئے شعبہ علوم اسلامی، شعبہ قرآن وسنہ اور شعبہ شیخ زید اسلامک سینٹر کے نصاب میں نہ صرف امام احمد رضا بلکہ علماء اہل سنت کی عمومی کتب کو داخل نصاب کرواتے ہوئے اہم کردار ادا کیا۔

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب اگرچہ علوم ارضیات اور پٹرولیم ٹیکنالوجی کے ماہر استاد ہیں اور پچھلے 34 سال میں ہزاروں طلبہ آپ سے پڑھ کر اپنی اپنی فیلڈ میں اعلیٰ مقام حاصل کر چکے ہیں، مگر اس سے کہیں زیادہ بڑی تعداد آپ کے ان معتقدین کی ہیں جنہوں نے پچھلے تیس سال میں آپ سے جمعہ کے خطبات میں اور مختلف دینی و مذہبی پروگرامز میں آپ کے مذہبی لیکچر سنے ہیں اور مسلسل سن رہے ہیں جبکہ لاکھوں کی تعداد میں دنیا بھر میں لوگ آپ کی علمی صلاحیتوں سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔ آپ پاکستان کے مختلف چینلز پر ایک مذہبی اسکالر کی حیثیت سے اپنے مخصوص انداز تکلم کی وجہ سے ایک منفرد مقام رکھتے ہیں۔

قارئین کرام! پروفیسر صاحب دور حاضر میں ان چند لوگوں میں شمار کیے جاتے ہیں جو ایک طرف سائنسی علوم میں مہارت رکھتے ہیں تو دوسری طرف اسلامی علوم میں بھی اپنا منفرد مقام رکھتے ہیں۔ پروفیسر صاحب نے 1982ء میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا میں شمولیت اختیار کر کے امام احمد رضا کی تعلیمات کو عام کرنے میں اپنے بزرگوں کا دامن تھاما اور اس میں مکمل کامیاب ہوئے، آپ نے 1986ء میں پرائیویٹ امتحان کے ذریعے ایم اے اسلامیات کی سند حاصل کی۔ اس کے بعد مشہور زمانہ امام احمد رضا کے ترجمے کنز الایمان پر 1993ء میں پی ایچ ڈی کی اعلیٰ سند حاصل کی اور آپ پاکستان میں امام احمد رضا پر پی ایچ ڈی کرنے والے پہلے اسکالر بن گے۔

پروفیسر صاحب نے ادارے میں شمولیت کے بعد حضرت علامہ شمس بریلوی (م 1997ء) اور پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد دہلوی (م 2008ء) علیہم الرحمہ کی صحبت میں رہتے ہوئے بہت کچھ سیکھا اور شاگرد ہونے کا حق یوں ادا کیا کہ ان دونوں حضرات کے وصال کے بعد ادارہ میں آپ نے سب سے زیادہ قلمی کام کو آگے بڑھایا چنانچہ اپنے پچیس سال کے قلمی سفر میں آپ نے امام احمد رضا پر اب تک سو سے زائد مقالات اور مضامین لکھے ہیں جو سالنامہ ''معارف رضا'' یا ماہنامہ ''معارف رضا'' یا ''مجلّہ امام احمد رضا'' میں شائع ہو چکے ہیں۔

پروفیسر صاحب چونکہ سائنس کے استاد ہیں اس لیے اب تک دنیا بھر کے محققین کے مقابلے میں سب سے زیادہ مقالات امام احمد رضا کی سائنسی بصیرت کے حوالے سے قلمبند کیے ہیں جس

میں آپ کا ایک مقالہ قرآن، سائنس اور امام احمد رضا کو بے حد پذیرائی حاصل ہوئی ہے اور یہ مقالہ کتابی صورت میں نہ صرف پاکستان بلکہ انڈیا، بنگلہ دیش، ساؤتھ افریقہ سے بھی شائع ہو چکا ہے۔

راقم الحروف (محمد آصف خان علیمی) نے آپ کی اس کاوش کو مزید آگے پہنچانے کے لیے آپ کے چند مقالات کا انتخاب کر کے کتابی شکل میں شائع کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ قارئین کرام صاحبِ تصنیفِ مقالات اور امام احمد رضا کی سائنسی بصیرت سے اچھی طرح آگاہ ہو سکیں گی۔ راقم الحروف، ڈاکٹر صاحب کی حوصلہ افزائی، پذیرائی اور علمی معاونت پر ممنون ہے۔ امید ہے کہ یہ تعاون مستقبل میں بھی جاری رہے گا۔

اس رسالے کی اشاعت میں بزم خانقاہ قادریہ رضویہ مجیدیہ، کراچی کا تعاون بھی شامل حال رہا ہے۔ جس پر راقم ان کا شکر گذار ہے اور توقع رکھتا ہے کہ یہ تعاون مستقبل میں بھی جاری رہے گا تاکہ پروفیسر صاحب کی علمی کاوشوں کو زیادہ سے زیادہ عوام الناس تک پہنچانے میں کامیاب ہو سکیں۔

میرے انتہائی مخلص و مشفق کرم فرما، علمی معاون و سپر وائزر اور جامعہ کراچی شعبہ علوم اسلامی کے قابل فخر استاد پروفیسر ڈاکٹر **ناصر الدین صدیقی** مدظلہ العالی اور میرے محترم و مکرم دوست مفتی محمد عاصم نقشبندی زید مجدہٗ نے اس پر مبسوط تقریظ لکھ کر اس کی افادیت کو بڑھا دیا ہے، جس پر راقم الحروف ان کے پُرخلوص تعاون کا انتہائی شکر گذار ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اور دیگر جملہ احباب و معاونین کو دارین میں اجرِ عظیم عطا فرمائے۔

اخیر میں یہ بات واضح کرتا چلوں کہ اس کتاب کی حسن و خوبی میرے ربِ کریم کی عطا اور میرے اساتذۂ کرام کی محنت سے ہے اور جو خامی نظر آئے تو وہ اس بندہ ناچیز کی جانب سے ہے۔ اہلِ علم عفو و درگذر کرتے ہوئے مطلع فرمائیں۔

آخر میں دُعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ میرے اس نیک عمل (ترتیب و تدوین، مقالات قادری) کے سبب میری، میرے والدین، میرے اساتذہ کرام، اہل و عیال، بہن بھائی، اَعِزّ او اقربا، دوست، احباب اور تمام مسلمانوں کی بخشش و مغفرت فرمائے۔

آمِین بِجَاہِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِینَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن

خاکِ پائے علماءِ اہلِ سنت، **محمد آصف خان علیمی قادری**، کراچی، پاکستان

# سائنسی علوم اور امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ

امام احمد رضا خان قادری محدث بریلوی قدس سرہٗ العزیز کا شمار عالم اسلام کے ان ممتاز شخصیات میں ہوتا ہے جو عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ سائنسدان بھی ہیں بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ امام احمد رضا ہمارے ان اسلاف کا آئینہ ہیں جو بیک وقت دینی اور دنیاوی علوم میں ماہر ہوا کرتے تھے جس کی میں ایک نامور نام امام محمد غزالی علیہ الرحمہ کا ہے جو اپنے زمانے کے عظیم فلسفی تھے اور دوسری طرف شریعت محمدی ﷺ کے بہت بڑے پاسبان تھے۔امام احمد رضا دینی اور دنیاوی دونوں علوم میں ایسی زبردست مہارت رکھتے تھے کہ اگر کوئی ان کی علم فلسفہ کا مطالعہ کرے تو وہ ان کو ایک مذہبی رہنما شاید تصور نہ کریں اور اگر کوئی فقیہ ان کی کتب کا مطالعہ کرے تو شاید وہ یہ نہ جان سکے کہ امام احمد رضا علوم عقلیہ میں بھی اتنی مہارت رکھتے ہوں گے مگر اس حقیقت کی گواہی ان کی قلمی شاہکار ہیں۔

امام احمد رضا نے اگرچہ **14** سال سے کم عمر میں سند فراغت حاصل کرلی تھی اور اسی دن فتویٰ نویسی کا آغاز بھی کردیا تھا۔میری مراد ہے کہ آپ نے ۱۲۸۶ھ بہ مطابق **1870**ء میں باقاعدہ تصنیف وتالیف کا کام شروع کردیا تھا مگر ایسے شواہد بھی موجود ہیں کہ دوران تعلیم آپ نے مسلم الثبوت جیسی معرکۃ الآرء کتاب پر حاشیہ لکھا اور گنتی کے چند اساتذہ سے ظاہری علوم میں استفادہ کیا مگر اللہ عزوجل کا کرم آپ کے ساتھ ساتھ رہا کہ اللہ عزوجل نے آپ کو علم لدنیٰ عطا فرما کر اپنے حبیب لبیب احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا چودھویں صدی ہجری کا عظیم جانشین بنادیا۔

آپ نے اپنی تمام تر علمی کاوشوں کو جو آپ نے فتاویٰ نویسی کے دوران ہزاروں فتاویٰ لکھنے کے وقت قلم بند کی تھیں ان سب کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا قرار دیا چنانچہ آپ نے اپنے بارہ ضخیم جلدوں پر مشتمل فتاویٰ کا نام **"العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ"** رکھا جس کو عرف میں فتاویٰ رضویہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔امام احمد رضا نے دوران فتویٰ جہاں

محسوس کیا کہ جواب کو انتہائی مدلل کیا جائے اور اپنی فقیہانہ بصیرت کو دوسروں تک پہنچادیا جائے تو انہوں نے فتویٰ کو ایک رسالہ کی شکل میں مکمل کیا اس طرح فتاویٰ رضویہ میں سو سے زائد رسائل ہیں ان رسائل میں چند رسائل قطعاً علوم عقلیہ سے تعلق رکھتے ہیں مثلاً:

**(1) حسن التميم للبيان حد التيمم (1335ھ)**

تیمّم سے متعلق انتہائی طویل رسالہ جس میں 1400 سالہ فقہاء کرام کی بیان کردہ اقسام مٹی وپتھر کی فہرست مرتب کی۔ جس میں تین سوگیارہ اقسام کا ذکر کیا کہ 181 اقسام سے تیمّم جائز ہے جبکہ 130 اقسام سے تیمّم ناجائز ہے۔ اس میں 179 کی اقسام صرف امام احمد رضا کی تحقیق سے سامنے آتی ہیں۔

**(2) اَلمَطَرُ السَّعِيد عَلٰى نَبْتِ جِنْسِ الصَّعِيْد۔(1335ھ) رسالہ ضمیہ**

اس رسالے میں امام احمد رضا نے ماہر حجریات کی حیثیت سے معدنیات کی اقسام اور ان کے خواص بتائے ہیں۔

**(3) كِفلُ النَقِيهِ الفَاهِم فِي اَحكَامِ قِرطَاسِ والدَّرَاهِم (1324ھ)**

دورِ حج کے موقع پر کرنسی نوٹ سے متعلق پوچھے گئے سوال پر ایک ضخیم رسالہ عربی زبان میں تحریر کیا جس میں آپ نے اپنی علم معاشیات، اقتصادیات اور تجارت سے متعلق علمی جوہر دکھاتے ہوئے اس رسالے کو قلم بند کیا اور کرنسی نوٹ کا مسئلہ جو عرب وعجم کے علماء کے درمیان علمی تنازع بنا ہوا تھا آپ نے حل کیا اور عرب وعجم کے علماء نے مجدّدِ دین وملت کے لقب کا اعزاز حاصل کیا۔

**(4) اَلكَشفُ شَافِيَا حُكمُ فُونُو جرَافِيَا (1328ھ)**

اس رسالے میں امام احمد رضا مکمل ماہر ہیئت دان نظر آتے ہیں انہوں نے اس رسالے میں نہ صرف شرعی مسئلہ بتایا بلکہ فونوگراف سے قرآن سننے کی کیا شرعی حیثیت ہے۔ ساتھ ساتھ یہ سب بھی بتادیا کہ آواز کس طرح کانوں تک پہنچتی ہے کیونکہ آہستہ آہستہ یہ آواز ختم ہوجاتی ہے۔

اورزبان میں کم یازیادہ کیوں سنائی دیتی ہےاس کے سوادور تک سنی جاتی ہے وغیرہ وغیرہ۔

**(5) تَیسِیر المَاعُون لِلسَّکنِ فِی الطَّاعُون (1325ھ)**

یہ رسالہ بظاہر طاعون کی بیماری سے متعلق شرعی مسائل پر مشتمل نظر آتا ہے مگر اس رسالے کو بغور پڑھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ امام احمد رضا نہ صرف ہیئت دان تھے بلکہ آپ پورے پورے میڈیکل سائنس کے بھی ماہر تھے. رسالے کو پڑھنے کے بعد معلوم ہوگا کہ انسان میں خون کتنی باریک باریک رگوں کے ذریعے جسم کے ہر حصے میں پہنچتا ہے۔

**(6) فَوزِ مُبِین دَرردِّ حَرَکَتِ زَمِین (1338ھ)**

اس رسالے میں امام احمد رضا نے 150 سائنسی دلائل سے زمین کو ساکن اور سورج ودیگر ستاروں وسیاروں کی گردش کو ثابت کیا ہے۔ اسی رسالے میں نیوٹن اور آئن اسٹائن جیسے نامور سائنس دانوں کی کاوشوں کا مدلل رد کیا ہے۔

کاش اس کتاب کو ایک ماہر فزکس (Physics) انگریزی ترجمہ کرکے دنیا کے سامنے پیش کرے تاکہ نہ صرف امام احمد رضا بلکہ اسلام کا علم بلند ہو۔

امام احمد رضا نے ایک ہزار سے زیادہ کتب، رسائل اور مقالات لکھے ہیں جن میں سے 250 سے زیادہ رسائل علوم عقلیہ سے تعلق رکھتے ہیں اور ان علوم میں فزیکل، میڈیکل سائنسز کے علاوہ علوم معاشیات، اقتصادیات، حجریات، ارضیات، نجوم، فلسفہ شامل ہیں، گویا یہ تمام مروجہ علوم وفنون پر آپ کے قلمی شاہکار آپ کے علم کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ اس کے علاوہ بے شمار مختصر فتاویٰ کی صورت میں متعدد علوم وفنون کے حوالے سے کئے گئے سوالات کے جوابات دیئے ہیں۔

امام احمد رضا خود اپنی کہی ہوئی نعت کے ایک مصرعہ کے مصداق ہیں کہ:

جس سمت آگئے ہو سکے جما دیئے ہیں۔

خاک پائے علماء اہل سنت، **محمد آصف خان علیمی قادری**، کراچی، پاکستان

# سائنس، ایمانیات اور امام احمد رضا

امام احمد رضا خاں محمدی سنی حنفی قادری برکاتی محدث بریلوی قدس سرہ کی شخصیت آیت ذیل کی تفسیر اور مظہر تھی۔

ترجمہ: ''بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات دن کی باہم بدلیوں میں نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لیے۔ جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں۔ اے رب ہمارے تو نے یہ بیکار نہ بنایا۔ پاکی ہے تجھے تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔

(سورہ آل عمران، آیت نمبر: 191-190، ترجمہ کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن)

امام احمد رضا محدث بریلوی نے ساری زندگی اللہ تبارک وتعالیٰ کی یاد اور عبادت کے ساتھ ساتھ اس کا ذکر وفکر ان چاروں طریقوں سے کیا جن کو اللہ تعالیٰ نے سورہ ال عمران کی 191 ویں آیت کریمہ میں بیان کیا ہے۔ یہ چار طریقے مندرجہ ذیل ہیں۔

آپ نماز کی ادائیگی کے وقت اپنے رب کا ذکر کھڑے ہو کر کرتے۔

آپ جب دارالافتاء میں قیام فرماتے تو اس وقت تمام فتاویٰ قرآن وحدیث کی روشنی میں تحریر فرماتے اور بغیر تدبر وفکر کے فتویٰ نویسی ممکن نہیں اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ فتویٰ نویسی کے وقت آپ کسی کتاب کو کھول کر نہیں دیکھتے تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے دہن میں تمام کتب کے متن کو محفوظ فرما دیا تھا۔

جب آپ روزانہ صرف دو گھنٹے آرام اور سونے کی خاطر اپنے بستر پر لیٹتے تو اس وقت بھی آیات قرآنی کا ورد اور درود شریف کا ورد کرتے ہوئے سونے کی کوشش کرتے۔ بستر پر آپ داہنی کروٹ لیٹتے، دایاں ہاتھ رخسار کے نیچے عین سنت کے مطابق رکھتے اور بقیہ جسم کو اس طرح سمیٹتے کہ دور سے یا اوپر سے دیکھنے والے کو اسم ''محمد'' ﷺ کا عکس محسوس ہوتا گویا وہ جاگتے، سوتے اپنے

خالق و مالک کی عبادت اور ذکر میں ہمہ وقت مشغول رہتے۔

آپ کا قلم جب فتویٰ نویسی سے فارغ ہوتا تو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کو جو غور و فکر کے باعث سامنے آتیں اور قلب پر اس کی تجلیات محسوس ہوتیں ان کو قلم بند کر لیتے ہیں یعنی غور و فکر کے بعد قانون فطرت اور کرشمۂ قدرت کو مختلف علوم اور فنون کے عنوانات کے تحت عربی، فارسی اور اردو زبان کے مقالات اور تصنیفات کی شکل میں محفوظ فرما لیتے۔

الغرض آپ کے اس چوتھے طریقۂ عبادت اور وظیفۂ ذکر و فکر کے باعث بے شمار سائنسی تصنیفات منصفۂ شہود پر آئیں ان ہی میں علم صوتیات سے متعلق بھی ایک معرکۃ الآرا تصنیف ''الکشف شافیا حکم فونو جرافیا'' بھی ہے جو ۱۳۲۸ھ/۱۹۰۹ء میں ایک سوال کے جواب میں تحریر فرمائی۔ اس تصنیف میں فقہی جزئیات کے علاوہ علم صوتیات کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

حیران کن امر یہ ہے کہ آج سے ایک صدی قبل یہ مسلمان سائنسدان بریلی شریف کی سرزمین پر فتاویٰ نویسی کے علاوہ وہ سب کچھ جانتا تھا جو کسی زمانے کا ایک ماہر علم صوتیات جان سکتا ہے۔ یہ فقیہہ اسلام صرف علوم دینی ہی نہ جانتا تھا بلکہ دیگر تمام سائنسی علوم کی طرح وہ علم صوتیات کے علم سے بھی مکمل باخبر تھا اور اس پر مکمل دسترس رکھتا تھا۔

وہ جانتا تھا کہ آواز کی لہریں کیا ہوتی ہیں؟ یہ آواز کی لہریں ہمیں کیونکر سنائی دیتی ہیں؟ یہ کچھ دور جا کر کیوں ختم ہو جاتی ہیں؟ یہ تیز ہوا میں کیونکر تیز چلتی ہیں؟ کیوں، کب اور کیسے ان آواز کی لہروں کی رفتار کم ہو جاتی ہے؟ ان لہروں کو کون سے عناصر دور تک لے جاتے ہیں یعنی آواز دور تک کیسے پہنچتی ہے؟ فضا میں لہریں کیونکر محفوظ ہو جاتی ہیں اور ان کو کس طرح ریکارڈ کیا جاتا ہے؟ ساتھ ہی فضا میں ان لہروں میں محفوظ الفاظ سے متعلق احادیث کی روشنی میں ایک نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ اچھے الفاظ کی لہریں قیامت تک اس شخص کے لیے مغفرت کی دعائیں کرتی رہیں گی، چنانچہ آپ رقمطراز ہیں۔

''واقع میں تمام الفاظ جملہ اصوات بجائے خود محفوظ ہیں۔ وہ بھی اسم مخلوقہ سے ایک امت ہیں کہ

اپنے رب جل وعلا کی تسبیح کرتے ہیں،کلمات ایمان تسبیح رحمان کے ساتھ اپنے قائل کے لیے استغفار بھی کرتے ہیں اور کلمات کفر تسبیح الٰہی کے ساتھ اپنے قائل پر لعنت۔ **کما صرح به امام اهل الحقائق سیدی الشیخ الاکبر رضی اللّٰه تعالیٰ عنه و الشیخ العارف باللّٰه تعالیٰ سیدی الامام عبدالوهاب الشعرانی قدس سرهٗ الربانی"۔**

(فتاویٰ رضویہ،جلد دہم،حصہ دوم،ص 14،مطبوعہ،کراچی)

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ العزیز کو اللہ تبارک نے سورۃ النحل کی مندرجہ ذیل آیت کریمہ کا بھی جامع بنایا تھا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ "تو اے لوگو!علم والو سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں"۔

(النمل: آیت:43،کنزالایمان)

قرآن کریم کے حروف کے حافظ کو حافظ القرآن کہا جاتا ہے جو کہ ہر زمانے میں لاکھوں کی تعداد میں دنیا میں رہیں گے۔قرآنی حروف اور الفاظ کی حقانیت،معنویت اور مقصدیت جاننے والے کو قرآن نے "اھل الذکر" قرار دیا ہے۔ان اہل الذکر کی بہت ساری اقسام بیان کی جاسکتی ہیں۔مثلاً:

پہلی قسم: وہ لوگ یا حضرت جو ایک مخصوص شعبۂ علم کے کچھ حصے کو جانتے ہیں،اس کے علاوہ دیگر علوم کو نہیں جانتے۔مثلاً ایک نیورو سرجن دماغ کے علاوہ کسی اور اعضاء کا آپریشن نہیں کر سکتا اور دینی علوم سے نابلد ہوتا ہے۔

دوسری قسم: بعض حضرات ایک مخصوص علم پر بھرپور دسترس رکھتے ہیں مگر دیگر علوم کو وہ سرسری جانتے ہیں۔مثاًعلم کیمیا کا ماہر ہے مگر بایولوجیکل سائنس وہ نہیں جانتا اور علوم دینی سے بالکل غافل۔

تیسری قسم: چند مختلف علوم میں اچھی دسترس رکھتے ہیں۔

چوتھی قسم: دینی علوم سے بعض میں دسترس ہوتی ہے اور دنیاوی علوم سے بالکل ناواقفیت۔

پانچویں قسم: اکثر دینی علوم پر دسترس مگر دنیاوی علوم سے زیادہ تر ناواقفیت۔

چھٹی قسم: اکثر دینی علوم پر دسترس اور چند دنیاوی علوم سے بھی اچھی آگاہی۔

اس طرح کئی اقسام کی جاسکتی ہیں اور ہر شخص اپنی اپنی استعداد کے مطابق ''**اھل الذکر**'' میں شمار کیا جاسکتا ہے اور لوگ اپنی حاجت روائی کے لیے مخصوص لوگوں کے پاس جا کر اپنے مسائل کا حل حاصل کر سکتے ہیں مگر ایسے اشخاص دنیا میں کم ملتے ہیں جو اس آیت کریمہ کی مکمل اور جامع تفسیر بن جائیں۔ ایسی خصوصیات بے شک ہر زمانے میں انبیاء کرام علیہم السلام کو حاصل رہیں کہ ہر نبی اپنے زمانے اور وقت میں اہل الذکر ہوتا کہ اس زمانے کے لوگ جس قسم کی معلومات چاہتے وہ نبی ان کو اللہ کی دی ہوئی توفیق اور عطا سے اس کو دیتا۔ ہر زمانے میں نبی کو امتیوں کے مقابلے میں مکمل علم اور اس زمانے کے تمام علوم کا حامل بنایا گیا۔

ہمارے پیارے نبی الانبیاء علیہ السلام کو کل کائنات کا علم اس لیے عطا ہوا کہ آپ کُل کائنات کے نبی تھے اور ہیں لہٰذا جس نے جو سوال کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا کامل جواب عطا فرمایا۔ ان علوم کی تصدیق قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیت ربانی سے ہوتی ہے۔

ترجمہ: ''اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے''۔

(سورۃ النسا: آیت ۱۱۳)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کا سلسلہ قیامت تک رہے گا۔ اگر چہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظاہری طور پر پردہ فرما کر دوسرے عالم یا عالم برزخ کو رونق بخش رہے ہیں اس لیے دنیا میں قیامت تک علمائے ربانین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری نمائندہ خاص اور آپ کے نائب کی حیثیت سے ''اھل الذکر'' کے منصب کو پورا کرتے رہیں گے جو درحقیقت آپ کے ہی فیض و کرم سے اس منصب پر فائز ہوتے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہر زمانے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نائبین کو جن کو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے مثل انبیاء قرار دیا ہے۔ اپنے اپنے زمانے کے تمام علوم وفنون میں

یکتائے روزگار بنا تا ہے تا کہ جب کوئی امتی کسی بھی علم وفن پر ان سے سوال کرے تو وہ اس سوال کا اطمینان بخش جواب دیں ورنہ قرآن کریم کی تعلیمات پر حرف آئے گا کہ یہ قرآن فلاں علم کی تعلیم نہیں دیتے یا یہ قرآن فلاں علم کی طرف رہنمائی نہیں کرتا جبکہ اسی قرآن کا ارشاد ہے۔

ترجمہ ''یہ ایک کتاب ہے کہ ہم نے تمہاری طرف اتاری برکت والی تا کہ اس کی آیتوں کو سوچیں اور عقل مند نصیحت مانیں''۔ (سورہ ص: آیت ۲۹)

دوسری جگہ ارشاد ہو رہا ہے۔

ترجمہ ''بے شک اس میں نشانیاں ہیں دھیان کرنے والوں کو''۔ (سورہ الرعد: آیت ۳)

ایسی عبقری شخصیت، نائب رسول اور ''فسئلو اهل الذكر'' کی جامع تفسیر امام احمد رضا محدث بریلوی کی شکل میں ملتی ہے جنہوں نے مسلسل 55 سال اس زمانے کے تمام ہی تمام علوم وفنون کے سوالات کے جوابات اس علم کی اصطلاحات کے ساتھ اور بھر پور دلائل کے ساتھ دیئے۔

اسلام کے 14 سو طویل دورانیہ میں امام احمد رضا جیسے مسلم مدبر و مفکر ہر زمانے میں موجود رہے ہیں، جنہوں نے ہمیشہ قرآن اور احادیث کی تعلیمات کی روشنی میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی بے شمار نشانیوں سے لوگوں کو آگاہ رکھا اور ان اہل اسلام کے فرزندوں نے اسی قرآن وحدیث نبوی میں غور وفکر کرتے ہوئے ہر زمانے میں لوگوں کی رہنمائی کی ہے۔ امام احمد رضا پچھلی صدیوں کے ایک ایسے ہی نامور مفکر و مدبر ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس عطیہ علم نافع کے جوہر دکھائے اور ہر علم وفن میں مستند تحریریں قلم بند فرمائی ہیں، جس کی مثال برصغیر پاک وہند میں ناپید ہے، برصغیر میں علوم دینیہ کے بے شمار علماء ہر زمانے میں موجود رہے ہے، مگر اکثریت علوم دنیاوی میں دسترس نہ رکھتی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے امام احمد رضا کو دونوں علوم پر کامل دسترس دی تھی۔

راقم یہاں نہ تو امام احمد رضا کے 70 سے زائد علوم وفنون کی فہرست پیش کر رہا ہے اور نہ ہی ان کی سینکڑوں کتابوں اور رسائل کی فہرست قلم بند کر رہا ہے کہ پڑھنے والے کو یہ گمان ہونے لگے کہ لکھنے والا تعریف وتوصیف میں بہت زیادہ غلو سے کام لے رہا ہے۔

لیکن راقم مطالعہ سے شوق رکھنے والوں کو اس بات کی دعوتِ فکر ضرور دے رہا ہے کہ وہ امام احمد رضا کے ''فتاویٰ رضویہ'' جو 12 مجلدات پر مشتمل ہے اور معہ ترجمہ وتخریج 30 جلدوں میں شائع ہو چکا ہے اس کی کسی ایک ہی جلد کا مطالعہ کریں تو قاری کو راقم کے دعوے کی صداقت کا اعتراف ہو جائے گا۔ احقر یقین سے یہ بات کہہ رہا ہے کہ مطالعہ کرنے والا فتاویٰ رضویہ کی ہر جلد میں ان گنت علوم کی فہرست مرتب کرتا چلا جائے گا اور پھر خود اس حقیقت تک پہنچ جائے گا کہ اللہ تبارک نے امام احمد رضا کو دینی علوم پر دسترس کے ساتھ ساتھ تمام دنیاوی علوم وفنون پر بھی کامل دسترس عطا کی تھی۔

مسلمان سائنسدانوں کی فہرست بہت لمبی ہے لیکن امام احمد رضا خاں محدث بریلوی ایک منفرد سائنسدان ہیں۔ وہ جب بھی کسی دنیاوی یا سائنسی علوم پر بحث کرتے ہیں تو اس بحث کے شروع یا آخر میں یا جہاں مناسب سمجھتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت پر ایمان اور یقین کا اظہار بھی ضرور کرتے ہیں اور وہ قاری کو اس بات کی طرف ضرور توجہ دلاتے ہیں کہ نظام فطرت (سائنسی قانون) ایک طرف اور اللہ کی قدرت ایک طرف اور وہ ہی مقدم کہ وہ خالق کل اور مالک حقیقی ہے۔

اگرچہ کائنات کا سارا سسٹم ایک فطرت کے تحت رواں دواں ہے اور عموماً اپنی فطرت کے مطابق چلتا بھی رہے گا مگر اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ ہر آن اس سسٹم پر فوقیت رکھتی ہے اور ایک مسلمان کے ایمان کا تقاضہ ہے کہ اس کی قدرت پر ایمان ضرور رکھے۔ یہاں مختصر امام احمد رضا کی دنیاوی علوم پر ایک بحث کا حصہ ملاحظہ کیجئے جس میں ایک طرف قانون فطرت بتا رہے ہیں تو دوسری طرف اللہ کی قدرت کی فوقیت کو ظاہر کر رہے ہیں اور یقیناً ایک مسلمان کے ایمان کا تقاضہ بھی یہی ہونا چاہیے۔

امام احمد رضا فتاویٰ رضویہ جلد اول میں ایک مقام پر پانی کی رنگت پر بحث کرتے ہوئے آبی بخارات (Water Vapors) کے اجزاء کے متعلق بتاتے ہیں کہ یہ اجزاء کیونکر بادلوں (Clouds) کی صورت میں نظر آتے ہیں اور برف کے اجزاء اگرچہ پانی کے اجزاء سے باریک

ہیں مگر کیونکر برف اوپر سے نیچے گرتی ہے؟ بحث ملاحظہ کیجئے: ''شرح مواقف ''میں علوم بالحس کی بحث میں موجود ہے کہ برف شفاف اجزاء(Transparent Particles) کا مرکب ہے۔ اس کا کوئی رنگ نہیں بلکہ وہ پانی کے باریک اجزاء(Fine Particles) ہیں۔

پانی کے رنگ کی نفی میں یہ عبارت ظاہر ہے۔اگر تو کہے تو ہوسکتا ہے کہ اجزاء کے باریک ہونے کی وجہ سے رنگ ظاہر نہ ہوتا ہو(اقول) میں کہتا ہوں کہ ایسا ہرگز نہیں، کیونکہ آپ دیکھتے ہیں کہ بادل کے بخارات میں رنگ ظاہر ہوتا ہےاور یہ رنگ پانی کےاجزاء کا رنگ ہے حالانکہ یہ اجزاء برف کے اجزاء سے بھی زیادہ باریک ہیں، یہی وجہ ہے کہ برف اوپر سے گرتی ہےاور بخارات اوپر کو اٹھتے ہیں اور باریک ذرہ اگر علیحدہ ہوتو وہ نظر نہیں آتا تو اس کا رنگ کیسے نظر آئے گا اور چھوٹے اجزا جب جمع ہوں تو نظر آتے ہیں تو ان کا رنگ بھی نظر آئے گا۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد اول، صفحہ 547، مطبوعہ: کراچی)

آگے چل کر مزید تفصیل میں جاتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اگر تو کہے کہ جسم کیسے دکھائی دیتا ہے جبکہ اجزاء تو نظر نہیں آتے تو اولاً میں کہتا ہوں کہ نگاہِ انسانی فطری طور پر انتہائی باریک چیز کا احاطہ کرنے سے قاصر ہے جبکہ وہ چیز منفرد(Single Particle) ہو لیکن اگر اس چیز کے ساتھ اس کی متعدد امثال مجتمع ہوں تو وہ ظاہر ہو جاتی ہے۔ جیسے سفید بیل کی جلد ہر سوئی کے سر کے برابر سیاہ نقطہ (Fine Black Spot) دکھائی نہیں دیتا لیکن اگر متعدد سیاہ نقطے مجتمع ہوں تو نظر آنے لگتا ہے''۔

(فتاویٰ رضویہ، جدید ایڈیشن، جلد دوم، صفحہ 173، مطبوعہ: لاہور)

اس انتہائی تفصیلی بحث کو سمیٹتے ہوئے آخر میں قدرت خداوندی پر اپنے ایمان وایقان کا اظہار فرماتے ہیں۔

''دلیل فلاسفہ کے مذہب کے مطابق اگر مان لیں فبہا وگرنہ ہماری دلیل ایمان یہ ہے کہ نگاہیں اور تمام چیز اللہ تبارک وتعالیٰ کے ارادے کے تابع ہیں اگر وہ چاہے تو ایک اندھا تاریک

رات میں سیاہ چیونٹی کی آنکھ کو دیکھ سکتا ہے اور اگر وہ نہ چاہے تو دن کی روشنی میں فلک بوس پہاڑ سے نیلگوں آسمان کو بھی نہیں دیکھ سکتا۔

چونکہ اس نے چاہا کہ اجزاء انفادی طور پر نظر نہ آئیں اور جب مجتمع ہوں تو نظر آنے لگیں لہٰذا جیسا اس نے چاہا ویسا ہی واقعہ ہوا''۔

(فتاویٰ رضویہ، جدید ایڈیشن، جلد دوم، صفحہ 175، مطبوعہ: لاہور)

امام احمد رضا کی علم صوتیات پر دسترس کو ڈیرہ غازی خاں کے اسکالر اور رضا اسلامک سینٹر کے ڈائریکٹر ڈاکٹر محمد مالک نے تفصیل سے جائزہ لیا اور ایک کتاب ''امام احمد رضا اور علم صوتیات'' کے نام سے ترتیب دی ہے۔

اس کتاب میں آپ نے جدید ٹیلی کمیونکیشین سسٹم کو امام احمد رضا کے بتائے ہوئے قوانین سے تقابل کیا ہے اور ڈاکٹر صاحب نے اس کتاب میں امام احمد رضا کی علم صوتیات پر مکمل گرفت ثابت کی ہے۔

مثلاً امام احمد رضا محدث بریلوی نے ایک صدی قبل 1328ھ/1909ء میں اپنے رسالے ''الکشف شافیہ حکم فونو جرافیا'' میں اپنے مشاہدات کی بنا پر فکر انگیز تحقیق پیش کی۔

''عالم اسباب میں حدوث آواز کا سبب عادی یا قرح **(Strikes/Collides)** وقلع **(Seprate)** ہے اور اس کے سننے کا وہ تموج کو تجدد **(Renwed undualation)** و قرع تا ہوائے جوف (کان) سمع ہے۔

متحرک اوّل کے قرع سے ملأ مجاور میں جو شکل و کیفیت مخصوصہ بنی تھی، کہ شکل حرفی ہوئی تو وہی الفاظ وکلمات تھے ورنہ اور قسم کی آواز کے ساتھ قرع نے بوجہ لطافت اس مجاور کو جنبش (حرکت) بھی دی اس کی جنبش نے اپنے متصل **(Next)** کو قرع کیا اور وہی پٹھا **(Harmonic Motion Ware)** کہ اس میں بنا تھا اس میں اتر گیا یونہی وہی آواز کی کاپیاں ہوتیں چلی گئیں اگر چہ جتنا فصل **(Distance)** بڑھتا اور وسائط زیادہ ہوتے جاتے ہیں۔ تموج

(Wave undualation)وقرع(Next Strike) میں ضعف آتا جاتا ہے اور ٹھپکا ہلکا پڑتا ہے، لہٰذا دور کی آواز کم سنائی دیتی ہے اور حروف سمجھ نہیں آتے یہاں تک کہ ایک حد(Limit) پر تموج(Wave) ختم ہو جاتی ہے"۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد دہم، حصہ دوم، ص13، مطبوعہ: کراچی)

جناب ڈاکٹر مالک رقم طراز ہیں کہ ایشیائی مسلمان سائنسدان اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے 90 برس قبل اپنے تجربات ومشاہدات کی بناء پر فکر انگیز تحقیق پیش کر کے عالم اسلام میں (بحثیت مسلم سائنسدان) سبقت حاصل کر لی اور یہ تحقیق آج کل D.H.M (Damped Harmonic Motion) کہلاتی ہے۔ مذکورہ بالا فکر انگیز تحقیق کی تشریح انگریزی زبان میں یوں کی جاسکتی ہے۔

**"Sound waves travel in the medium in a fashion that a sound source procuce sound.The energy is taken by a molecule to molecule and it exhibits simple Harmonic Motion.These Molecules strike/ collids with other molecules.The second molecule now collides with 3rd molecule or this process of collision carries on.Finally the molecule receives the energy released by the sourse of sound and transmits this energy to the sound detector which may be human ear.In case of damped hormonic motion, actually the amplitude of the ascillation gradually decreases to zero,with the passage of thime,as a result of friction force.this motion is said to be damped motion by friction and is called damped Hormonic Motion".**

(امام احمد رضا اور علم صوتیات، ص34، مطبوعہ: کراچی)

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ العزیز علم کو دوسروں تک منتقل کرنے کے لیے اتنے مخلص تھے کہ سائل سوال اگر تفصیل سے نہیں بھی کرتا یا سائل کے سوال میں اس علم کی تحقیق مدنظر نہ

بھی ہوتی مگر امام احمد رضا اس سائل کے جواب میں آنے والے زمانے کے تشنہ لوگوں کی پیاس کا بندوبست فرمادیتے ہیں اور یہ بھی ثابت کردیتے ہیں کہ کسی بھی سوال کا جواب سو فیصد اس وقت ہی صحیح ہوسکتا ہے جب اس علم کو مفتی جانتا ہو۔ اگر مفتی اس علم کی گہرائی اور گیرائی سے واقف نہیں تو وہ سرسری جواب تو دے سکتا ہے مگر غلطی کا احتمال رہ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے امام احمد رضا کو ہر علم کی فہم عطا کی تھی لہٰذا اللہ کی اس عطا کا وہ بارہا مظاہرہ قلم کے ذریعے فرماتے ہیں۔

مثلاً اب اگر مفتیان کرام سے یہ سوال کیا جائے کہ تیمّم کے لیے کیا شرائط ہیں تو سب کا متفقہ جواب ہوگا کہ پتھر، مٹی، خاک۔ پھر وہ پتھروں کو گنوادیں گے کہ یہ پتھر ہے ان پتھروں سے تیمّم ممکن ہے اور جو پتھر نہیں ان سے تیمّم بھی نہیں ہے اور جب ایسا کوئی مسئلہ سامنے آیا کہ کوئی شہ پتھر ہے یا نہیں تو عمومی فیصلہ یہ دیا جائے گا کہ اگر وہ نسل پتھر سے تعلق رکھتا ہے تو اس سے تیمّم جائز ہے ورنہ نہیں۔ مگر یہ جواب کوئی بھی نہ دے گا وہ پتھر کیوں ہے اور کیوں نہیں۔ ہاں وہ ہی مفتی جواب دے سکے گا جس کو پتھر بننے کے تمام عمل معلوم ہوں گے۔

امام احمد رضا ان ہی مفتیوں میں شامل ہیں جو پتھر کے بننے کے عمل سے بھی واقف ہیں چنانچہ مرجان یا مونگا جسے coral بھی کہا جاتا ہے امام احمد رضا نے طویل تحقیق کے بعد اس کو چٹان میں شامل کیا ہے۔ وہ اپنے رسالہ ''المطر السعید علی بنت جنس الصعید ''میں ایک جگہ محشی رملی کے جواز کا موقف بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

''مرجان مونگا دوسرے پتھروں کی طرح ایک پتھر ہے جو سمندر میں درختوں کی طرح بڑھتا ہے اس لیے عامہ کتب میں جواز پر جز ہے''۔

(فتاویٰ رضویہ، جدید ایڈیشن، جلد 3، ص 686، مطبوعہ: لاہور)

آگے مزید اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''اقول: اصحاب احجار (ماہر حجریات) نے اس کے حجر (پتھر) ہونے کی تصریح کی اور اسے حجر شجری (Treelikestone) کہا نہ کہ شجر حجر (Stone Like Tree)''۔ (ایضاً)

آگے چل کر جامع ابن بیطار کے حوالے سے ارسطو کی عبارت نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''بسند (شاخ دار مونگا) اور مرجان (بغیر شاخ کا مونگا) ایک ہی مرجان کو کہتے ہیں۔فرق یہ ہے کہ مرجان اصل ہے اور بسند فرع۔مرجان میں تخلخل(Rings)اور سوراخ(Cavity) ہوتے ہیں اور بسند درخت کی ڈالیوں کی طرح پھیلتا اور بڑھتا ہے اور ڈالیوں کی طرح اس میں شاخیں بھی نکلتی ہیں''۔(ایضاً)

امام احمد رضا مرجان کو پتھر کی قسم ہی سمجھتے ہیں اور اس کو سمندری چٹان کا حصہ قرار دیتے ہوئے جنس زمین قرار دیتے ہیں اور تیمم کو اس سے جائز سمجھتے ہیں چنانچہ آپ کا حکم شرعی ہے۔''لا جرم اس سے جواز تیمّم میں شک نہیں''۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد دوم، ص688، مطبوعہ: لاہور)

اسی طرح جب ایک سائل نے ریاست رامپور محلّہ چاہ شور سے 12 رمضان المبارک 1328ھ میں سوال کیا کہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:''فونوگراف سے قرآن مجید سننا اور اس میں قرآن شریف کا بھرنا اور اس کام کی نوکری کر کے یا اجرت لے کر یا ویسے ہی اپنی تلاوت کا اس میں بھروانا جائز ہے یا نہیں اور اشعارِ حمد ونعت کے بارے میں کیا حکم ہے اور عورت کے ناچ گانے یا مزامیر کی آواز اس سے سننا بھی ایسا ہی حرام ہے جس طرح اس سے باہر سننا یا کیا۔ بینوا توجروا''۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد 10، حصہ دوم، ص 11، مطبوعہ: کراچی)

امام احمد رضا ایک مفتی کی حیثیت سے اس کا چار لائنوں میں بھی جواز یا عدم جواز کا فتویٰ دے دیتے لیکن آپ نے علم صوتیات کے ماہر کی حیثیت سے اس بات کا جائزہ لیا کہ آواز کی حقیقت کیا ہے اور یہ کس طرح فضا میں سفر کرتی ہے اور کانوں تک پہنچتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ چنانچہ اس کا جواب رسالہ کی صورت میں دیا اس جواب کا خلاصہ ملاحظہ کیجئے۔

''یہاں ہمیں دو باتیں بیان کرنی ہیں ایک یہ کہ فونوگراف(Gramophone) سے جو آواز آتی ہے وہ بعینہ (Same) اس آواز کنندہ کی ہوتی ہے جس کی صوت (آواز) اس میں بھری ہے۔ قاری ہو، خواہ متکلم، خواہ آلۂ طرب وغیرہ۔ دوسرے یہ کہ بذریعہ تلاوت جو اس میں

وودیعت ہوا پھر بتحریک آلہ (instrument) جو اس سے ادا ہوگا سنایا جائیگا۔ حقیقتاً قرآن عظیم ہی ہے۔ اب ہم ان دودعوں کو دو مقدموں میں روشن کریں گے۔'' وباللّٰہ توفیق''۔

مقدمہ اولیٰ کا بیان ان امور کی تحقیق چاہتا ہے۔

(۱) آواز کیا چیز ہے؟ (۲) کیونکر پیدا ہوتی ہے؟ (۳) کیونکر سننے میں آتی ہے؟ (۴) اپنے ذریعہ حدوث کے بعد بھی باقی رہتی ہے یا اس کے ختم ہوتے ہی فنا ہو جاتی ہے؟ (۵) کان سے باہر بھی موجود ہے یا کان ہی میں پیدا ہوتی ہے؟ (۶) آواز کنندہ کی طرف اس کی اضافت کیسی ہے وہ اس کی صفت ہے یا کسی چیز کی؟ (۷) اس کی موت کے بعد باقی رہ سکتی ہے یا نہیں؟

(فتاویٰ رضویہ، جلد دہم، حصہ دوم، ص 11)

مقدمہ اولیٰ پر مندرجہ بالا عنوانات کے تحت اپنے طویل سائنٹفک دلائل کے بعد آخر میں جو نتیجہ اخذ کیا وہ ملاحظہ کیجئے۔'' بالجملہ شک نہیں طبلہ، سارنگی، ڈھولک، ستار یا ناچ یا عورت کا گانا یا فحش گیت وغیرہ وغیرہ جن آوازوں کا فونو سے باہر سننا حرام ہے بلاشبہ ان کا فونو سے سننا بھی حرام ہے نہ یہ کہ اسے محض تصویر و حکایت قرار دے کر حکم اصل سے جدا کر دیجئے۔ یہ محض باطل و بے معنی ہے''۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد دہم، حصہ دوم، ص 18)

امام احمد رضا نے علم صوتیات کی روشنی میں کس طرح خود قائم کردہ سات سوالوں کا جواب دیا ہے اس کے لیے امام احمد رضا کا رسالہ الکشف شافیہ ضرور ملاحظہ کیجئے اور امام احمد رضا کے اس رسالے کو سمجھنے کے لےء ڈاکٹر مالک کی کتاب ''امام احمد رضا اور علم صوتیات'' کا مطالعہ امام احمد رضا کے رسالے کو اور آسان کردے گا کیونکہ ڈاکٹر صاحب نے تمام عربی مصطلحات کا انگریزی ترجمہ کر دیا ہے اس لیے دور حاضر کے سائنسدان بھی بھرپور استفادہ کر سکتے ہیں۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

# امام احمد رضا اور پانی کی رنگت

امام احمد رضا خاں قادری برکاتی محدث بریلوی قدس سرہ العزیز عظیم مفسر، محدث فقیہہ، مفتی ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عظیم سائنسدان بھی ہیں۔ آپ کو سائنس کے تمام علوم وفنون میں کمال مہارت حاصل ہے۔ آپ ہر علم وفن پر اس طرح بحث کرتے ہیں کہ جیسے برسوں سے اس علم کی تحقیق میں مصروف ہیں۔ بحث کے وقت تحقیق کی تمام ضروریات کو پورا کرتے ہیں۔ آپ ماقبل زمانہ کی تمام تحقیق کو پہلے یکجا کرتے ہیں، اس پر بحث کرتے ہیں اگر اقوال میں تضاد ہو تو دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اگر کوئی سہو نظر آئے اس کی تصیح کرتے ہیں، مزید دلائل کے ساتھ اس کو مزین کرتے ہیں پھر اپنی تجاویز، مشاہدات اور نظریات بھرپور دلائل کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔

یہاں ہم امام احمد رضا بریلوی کی تحقیق کا ایک نمونہ پیش کررہے ہیں۔

مسئلہ یہ تھا کہ: ''آب مطلق کہ وضو وغسل کے لیے درکار ہے اس کی کیا تعریف ہے اور آب مفید کسے کہتے ہیں''۔ (فتاویٰ رضوی، جلد اول، صفحہ 407، مکتبہ رضویہ کراچی)

اوّل آپ نے ایک ضخیم رسالہ بعنوان ''النور و النورق لاسفار الماء المطلق'' 1324ھ (آب مطلق کا حکم روشن کرنے کے لیے نور اور رونق) لکھا جو فتاویٰ رضویہ کے 150 صفحات پر مشتمل ہے۔ آپ نے اس رسالے کو 5 ابواب پر تقسیم کیا۔

(۱) اول جزئیات منصوصہ

(۲) تعریف مطلق ومقید

(۳) ضوابط جزئیہ متون

(۴) ضوابط کلیہ متاخرین

(۵) جزئیات جدیدہ کے احکام

فصل خاص جزئیات جدیدہ میں امام احمد رضا فقہ کی کتب سابقہ سے 307 جزئیات آپ

مطلق اور آب مقید کا ذکر کرنے کے بعد اپنی معلومات اور مشاہدات کی روشنی میں 43 جزیات کا اضافہ فرماتے ہیں۔ اسی فصل کے اندر فوائد کے تحت آپ کے بہت سے اقوال موجود ہیں جو آب مطلق و مقید ہونے کے سلسلے میں ہیں۔

وضو و غسل کے سلسلے میں پانی کی تین شرائط ضروری ہیں۔ اول رنگ، دوم بو، اور سوم ذائقہ، تینوں میں سے ایک یا تینوں چیزیں پانی میں پائی گئیں تو غسل اور وضو اس پانی سے نہیں ہوسکتا یہاں تین اوصاف سے صرف پانی کے رنگ سے متعلق امام احمد رضا کے نظریہ اور تحقیق کو یہاں اختصار کے ساتھ پیش کیا جارہا ہے۔ بحث بہت طویل ہے اور بہت ممکن ہے کہ اختصار کی صورت میں بعض قارئین کو دشواری محسوس ہو تو اس سلسلے میں فتاویٰ رضویہ جلد اول کے مذکورہ صفحات کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

یہاں اختصار کے ساتھ پانی کی کی رنگت سے متعلق اعلیٰ حضرت کا نظریہ پیش کیا جارہا ہے۔

## پانی کی تعریف:

پانی ایک لطیف (سیال) چیز ہے جو تبزی سے متاثر ہوتا ہے لہٰذا جو چیز پانی کے اوصاف کے خلاف ہوگی وہ مقدار میں پانی کے مساوی ہونے سے قبل پانی پر اثر انداز ہو جاتی ہے اور پانی کے اوصاف (رنگ و ذائقہ) کی تبدیلی کے لیے پانی کی مقدار (اسی شے) کے برابر ہونا ضروری نہیں، نیز تبدیلی کا عمل سب سے پہلے پانی کے کمزور وصف میں ہوگا۔

لہٰذا جو چیز رنگ اور ذائقہ میں پانی کی مخالف ہوگی وہ پہلے پانی کے رنگ کو اور اس کے ذائقہ کو تبدیل کرے گی۔ لہٰذا اگر پانی میں ملنے والی چیز صرف رنگ میں مخالف ہے تو پانی پر اس کا غلبہ صرف رنگ کے تبدیل ہونے سے ظاہر ہو جائے گا اور اگر وہ چیز غلبہ کی صورت میں پانی کا رنگ تبدیل نہ کرسکے تو ذائقہ کو ہرگز تبدیل نہ کرسکے گی۔ لہٰذا جب پانی کا رنگ تبدیل نہ ہوا تو معلوم ہوا کہ ابھی تک پانی میں تبدیلی کا کوئی سبب نہیں پایا گیا، اور جب تبدیلی کا عمل ظاہر نہ ہوا تو معلوم ہوا کہ ابھی تک وہ چیز مغلوب ہے اور پانی غالب ہے اس لیے تبدیلی کے ظہور کے لیے صرف رنگ کو معیار قرار دیا گیا ہے...... ہاں اگر کوئی چیز رنگ میں پانی کی مخالف نہ ہو تو اجزاء میں غلبہ کے باوجود

اس کے ملنے پر پانی کا رنگ نہیں بدلے گا تو اس صورت میں ذائقہ کا اعتبار ہوگا۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد سوم، (جدید) صفحہ 229-230، لاہور)

**پانی کے رنگ کے متعلق علماء کا موقف:**

بعض علماء کا خیال ہے کہ پانی بے لون (رنگ) ہے اور خود کوئی رنگ نہیں رکھتا۔

احمد بن ترکی مالکی نے "شرح جواہر ذکیہ" میں رنگ سے متعلق یہ تعریف کی ہے:

"پانی ایسا لطیف بہنے والا جوہر ہے جس کا اپنا کوئی رنگ نہیں بلکہ برتن کے رنگ سے رنگدار دکھائی دیتا ہے"۔

(فتاویٰ رضویہ، صفحہ 235)

امام احمد رضا فرماتے ہیں: "میں کہتا ہوں کہ ان پر لازم تھا کہ وہ یوں تعریف کرتے کہ اس میں ملنے والی چیز سے رنگ دار ہوتا ہے"۔

اس رسالے کے محشی کے حوالے سے فرماتے ہیں "پانی کے شفاف ہونے کی وجہ سے برتن کا رنگ اس میں ظاہر ہوتا ہے جب سبز برتن میں ڈالیں تو سبزی پانی کو نہیں لگتی (یعنی سبز رنگ اختیار نہیں کرتا) بلکہ وہ رقت (صفت کی بنا پر برتن کے رنگ کے لیے حاجب (آڑ) نہیں بنتا"۔

(فتاویٰ رضویہ، صفحہ 236)

امام احمد رضا پانی کے بے رنگ موقف کے سلسلے میں "شرح مواقف" سے بھی ایک حوالہ نقل کرتے ہیں۔ "برف شفاف اجزاء سے مرکب ہے اس کا کوئی رنگ نہیں ہے بلکہ وہ پانی کے باریک اجزاء ہیں"۔

امام احمد رضا اس موقف کی وضاحت بیان کرتے ہوئے اپنی تحقیق پیش کرتے ہیں کہ شاید کوئی خیال کرے کہ اجزاء باریک ہونے کے باعث کوئی رنگ نہ رکھتے ہوں تو ایسا نہیں ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

"ایسا ہرگز نہیں کیونکہ آپ دیکھتے ہیں کہ بادل کے بخارات میں رنگ ظاہر ہوتا ہے اور یہ رنگ پانی کے اجزاء کا ہی رنگ ہے حالانکہ یہ اجزاء برف کے اجزاء سے زیادہ باریک ہیں یہی وجہ ہے کہ برف اوپر سے گرتی ہے (اجزاء بخارات سے بھاری ہیں) اور بخارات اوپر کو اٹھتے ہیں۔

باریک اجزاء اگر علیحدہ ہوں تو نظر نہیں آتے تو اس کا رنگ کیسے نظر آئے گا اور چھوٹے اجزاء جب جمع ہوں تو نظر آتے ہیں تو ان کا رنگ بھی نظر آئے گا جیسا کہ بخارات اور دھویں ہیں''۔

(فتاویٰ رضویہ، صفحہ 236)

امام احمد رضا پانی کے رنگ کے قائل ہیں اور امام فخر الدین رازی سمیت کئی فقہا کے اس موقف کی حمایت کرتے ہیں کیونکہ پانی کا رنگ دار ہونا، احادیث میں بھی آیا ہے یہاں صرف ایک حدیث نقل کی جاتی ہے۔

بے شک پانی پاک ہے اسے کوئی چیز نجس نہیں بناتی مگر وہ چیز جو پانی کی بو، ذائقہ اور رنگ پر غالب ہو جائے۔ (ابن ماجہ)

اس کے بعد فقہا کے اقوال پانی کے رنگ سے متعلق نقل کئے ہیں یہ بتاتے ہوئے کہ فقہا کا پانی کے رنگ کے بارے میں اختلاف ہے۔

یوسف بن اسمعیل مالکی حاشیہ عثماویہ سے نقل کرتے ہیں۔

''پانی کا جو رنگ نظر آتا ہے وہ ''سفید'' ہے اس کی شہادت حدیث سے بھی ملتی ہے جس میں پانی کی صفت میں کہا گیا ہے کہ وہ دودھ سے زیادہ سفید ہے اور اس حقیقت پر یہ بات بھی دلالت کرتی ہے کہ پانی جم کر جب برف کی صورت میں زمین پر گرتا ہے تو اس کا رنگ انتہائی سفید نظر آتا ہے''۔

(فتاویٰ رضویہ جدید، صفحہ 238، جلد سوم)

امام احمد رضا پانی کے سفید رنگ نہ ہونے پر اپنے استدلال پیش کرتے ہیں۔

(۱) پانی کا رنگ سفید نہیں لہٰذا آبی رنگ اس کو کہتے ہیں کہ نیلگونی کی طرف مال ہو۔

(۲) سفید کپڑے کا کوئی حصہ دھویا جائے جب تک خشک نہ ہو اس کا رنگ سیاہی مائل رہے گا یہ پانی کا رنگ نہیں تو کیا ہے۔

(۳) دودھ جس میں پانی زیادہ ملا ہو سفید نہیں رہتا بلکہ نیلاہٹ لے آتا ہے۔

(۴) بعد انجماد کوئی نیا رنگ پیدا ہونا اس پر دلیل نہیں کہ یہ اس کا اصلی رنگ ہے مثلاً خشک ہونے پر خون سیاہ ہو جاتا ہے۔

بعض فقہانے پانی کا رنگ سیاہ بھی بتایا ہے اور اس پر ایک حدیث سے سند بھی لائے ہیں کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

''اے میرے بھانجے خدا کی قسم ہم ایک ہلال دیکھتے پھر دوسرا اور پھر تیسرا، دو مہینوں میں تین چاند اور کاشانہ ہائے نبوت میں آگ روشن نہ ہوتی، عروہ نے عرض کی اے خالہ پھر اہل بیت کرام ان مہینوں میں کیا کھاتے تھے؟ فرمایا بس دو سیاہ چیزیں چھوہارے اور پانی''۔

(صحیحین، صفحہ 143)

امام احمد رضا اسی حدیث کی روشنی میں پانی کی رنگ سیاہ نہ ہونے کی توجیہ بیان کرتے ہیں کہ:

''حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کھجور کو غالب قرار دے کر پانی کو سیاہ فرمایا کیونکہ کھجور خوراک ہے اور پانی مشروب ہے اور خوراک کو مشروب پر فضیلت ہونے کی وجہ سے کھجور کو پانی پر غلبہ ہے یا اس لیے پانی کو سیاہ فرمایا کہ اس وقت ان کے پانی والے برتن گہرے رنگ دار ہونے کی بناء پر غالب طور پر سیاہ ہوتے تھے''۔ (فتاویٰ رضویہ، صفحہ 244)

آخر میں پانی کے حقیقی رنگ سے متعلق مشاہدات ان الفاظ میں نقل کرتے ہیں۔

''حقیقت امر یہ ہے کہ پانی خالص سیاہ نہیں مگر اس کا رنگ سپید بھی نہیں بلکہ میلا مائل گونہ سودا خفیف ہے اور وہ صاف سپید چیزوں کے بمقابل آکر کھل جاتا ہے جیسا کہ ہم نے سفید کپڑے کا ایک حصہ دھونے اور دودھ میں پانی ملانے کی حالت بیان کی، واللہ سبحانہ وتعالیٰ علم''۔

(فتاویٰ رضویہ، صفحہ 245)

الحاصل امام احمد رضا قادری محدث بریلوی کے نزدیک پانی نہ خالصتاً سیاہ ہے اور نہ دودھ کی طرح سفید بلکہ ہلکا سیاہی مائل ہے۔ جس کو Gray رنگ کہا جاسکتا ہے اور عام طور پر پانی کو Colorless یعنی بے رنگ سمجھا جاتا ہے مگر یہ صحیح نہیں کوئی نہ کوئی رنگ ضرور ہے اور امام احمد رضا کی تحقیق اس کو سیاہ اور سفید کے درمیان ثابت کرتی ہے لہٰذا پانی کا رنگ ہے اور یہ رنگ ہلکا سرمئی بھی کہا جاسکتا ہے۔ جس کو امام احمد رضا نے میلا مائل قرار دیا ہے

(ماخوذ: فتاویٰ رضویہ، اوّل، صفحہ 407، مطبوعہ: کراچی)

# امام احمد رضا اور علم حجریات(PETROLOGY)

امام احمد رضا خاں قادری برکاتی محدث بریلوی کو علم حجریات (Petrology) پر بھی دیگر علوم کی طرح بھرپور دسترس حاصل تھی اس سلسلے میں مسئلے تمیم بیان کرتے ہوئے آپ نے کئی ضمنی رسائل تحریر کئے جو علم و تحقیق کا انمول خزانہ ہیں۔امام احمد رضا نے اس سلسلے میں ایک رسالہ بعنوان المطر السعید علی نبت جنس الصعید (1335ھ) تحریر فرمایا تھا۔

اس رسالے سے یہاں صرف اس بات کا ذکر کیا جارہا ہے کہ کسی پتھر کے متعلق کس طرح معلوم کیا جائے کہ یہ وہ جنس ارض (Earthy) ہے یا نہیں کیونکہ تیمم کے لیے احناف کے نزدیک یہ شرط ہے کہ وہ شئ (پتھر) جنس ارض سے ہو ورنہ اس سے تیمم نہیں ہوگا اگر چہ وہ پتھر سے زیادہ سخت کیوں نہ ہو اور دیکھنے میں بھی پتھر معلوم ہو۔اسی طرح اس مضمون سے یہ بھی آگاہی ہوگی کہ امام احمد رضا ماہر علم حجریات کی طرح معدن (Metal) کی باقاعدہ (Scientific) تعریف کی ہے اور علم حجریات کی بعض ایسی اصطلاح فراہم کی ہیں جو کسی عربی لغت میں بھی دستیاب نہ تھیں۔

علم حجریات علم ارضیات (Geology) کی شاخ ہے اور اس کی تعریف کچھ یوں ہے۔

**"The branch of Geology that dealing with origin, occurrence, structure ad history of rocks"**

**(Glossry of Geology P-532)**

یعنی حجریات وہ علم ہے جس میں پتھروں کی تاریخ بناوٹ، ہیت اور ان کی ساخت سے متعلق معلومات حاصل ہوتی ہیں۔تفصیل میں جائے بغیر اتنا بتاتا چلو کہ ماہرین علم حجریات چٹانوں کو تین گروپ میں تقسیم کرتے ہیں۔

☆ آتشی چٹانیں: (Igneous Rocks)

یہ لاوا (Lava) سے بنتی ہیں جب لاوا آتش فشاں پہاڑوں سے باہر مائع، گیس کی صورت میں آتا ہے اور زمین پر آنے کے بعد ٹھنڈا ہوکر سخت ہوجاتا ہے اسی طرح اس کے گیس کے اجزاء

بھی دور جا کر ٹھنڈے ہو کر پتھر کی طرح سخت ہو جاتے ہیں۔ ان پتھروں میں زیادہ تر معدنیات (Metalic ores) ہوتی ہیں مثلاً لوہا، میگنیز، سونا، چاندی، پلاٹینم، ایلومنیم اور ساتھ ہی ساتھ ان پتھروں میں جواہرات بھی ہوتے ہیں۔

☆رسوبی چٹانیں: (Sedimentary Rocks)

جن کو (Earty rocks) بھی کہا جا سکتا ہے اور جنس ارض کا اطلاق ان ہی اقسام کی (Rocks) پر ہوتا ہے۔ یہ چٹانیں سمندروں میں مٹی کے ذرات کی تہہ بہ تہہ جمنے کے باعث بنتی ہیں مثلاً رسوبی پتھر (Sandstone) یا بعض چٹانیں سمندر کے اندر (Precipitation) کے عمل کے ذریعہ بنتی ہیں جیسے چونے کا پتھر Limestone یا پتھر Evaporation کے عمل سے بنتے ہیں مثلاً لاہوری نمک (Rock Salt) اور جپسم وغیرہ۔

☆متغیر چٹانیں: (Metamorphic Rocks)

یہ چٹانیں آتشی یا رسوبی میں تبدیلی کے باعث بنتی ہیں کہ جب ان دو میں سے کوئی سی چٹانیں ایک زمانے تک زیادہ Pressure اور زیادہ Temprature کے زیر اثر ہوتی ہیں تو ان میں تبدیلی آجاتی ہے مثلاً چونے کا پتھر تبدیل ہو کر ماربل میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

ماہرین حجریات نے ہر قسم کی چٹان میں موجود معدن (Minerals) کو دو بنیادی اقسام میں تقسیم کیا ہے۔

(1) دھاتی معدن (Metalic Minerals)

(2) غیر دھاتی معدن (Non Metalic Minerals)

پھر ماہرین نے ان معدن کی کیمیائی ترکیب کی بنیاد پر آٹھ گروپ میں تقسیم کیا ہے مگر لفظ دھات (Metal) کی تعریف کسی بھی ماہر نے نہیں کی مگر امام احمد رضا نے Metal کی تعریف بتائی اور جنس عرض معلوم کرنے کے لیے ایک کلیہ (Heat Test or Flame Test) استعمال کیا ہے کہ آگ ان پر کیا اثر ہوتا ہے۔ کا ان اثرات کی بنیاد پر پتھروں کی اقسام بتائی جاتی ہیں۔ خیال رہے کہ یہاں پتھر سے مراد وہ سخت چیز ہے جو پتھر ہے یا پتھر نما مگر اس کا تعین کہ وہ جنس ارض

ہے یا نہیں اس وقت ہوگا جب اس کو آگ فراہم کریں اور پھر اس میں تبدیلی آئے چنانچہ آپ نے جنس ارض کے لیے (کتاب حلیہ کے حوالے سے) ایک قانون فراہم کیا کہ:

جنس ارض وہ ہے جو آگ سے جل کر راکھ (Ash) نہ ہوجائے اور جو نرم نہ ہو اور منطبع (Mallaeable) نہ ہو۔ (فتاوٰی رضویہ جدید، جلد سوم، صفحہ 582، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

امام احمد رضا جنس ارض کے حوالے سے رقم طراز ہیں:

''علمائے کرام نے بیان جنس ارض میں ان آثار سے کہ اجسام میں نار سے پیدا ہوتے ہیں، پانچ لفظ (Five Characters) ذکر فرمائے ہیں'' احتراق، ترمد، لین، ذوبان اور انطباع۔''
(فتاوٰی رضویہ جدید، جلد سوم، صفحہ 579، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

☆ امام احمد رضا ہر ایک (Character) کے متعلق تفصیلاً رقم طراز ہیں۔

**1۔ احتراق (Burining)**

شئ اثر نار سے کل (Completely) یا بعضاً (Partially) فاسد (Spoil) وخارج عن المقاصد (Not remain as orginal) ہوجائے۔ جیسے زمین سوختہ (Baked earth) کے اثر نار سے بشدت گرم ہوکر سیاہ ہوگئی......اس سے تمیم جائز ہے۔
(فتاوٰی رضویہ جدید، جلد سوم، صفحہ 580)

اس عمل میں امام احمد رضا نے یہ بتایا ہے کہ آگ کی تپش سے زمین کی رنگت تو بدل سکتی ہے مگر وہ زمین کی اجزاء ہی رہیں گے اس لیے اس کا اطلاق جنس ارض سے ہوگا اور اس سے تمیم جائز ہے چنانچہ طحطاوی اور شامی کے حوالے سے نقل کرتے ہیں۔

''جب زمین کی مٹی کسی اور ملنے والی چیز کے بغیر اس حد تک جلادی گئی ہو کہ سیاہ بن گئی ہو تو اس سے تمیم ہوسکتا ہے اس لیے کہ اس سے محض مٹی کے رنگ میں تغیر آیا ہے حقیقت اور ذات میں تبدیلی نہیں آئی''۔ (فتاوٰی رضویہ جدید، جلد سوم، صفحہ 580)

**2۔ ترمدُ (Ash) راکھ ہونا**

امام احمد رضا اس عمل کے لیے چار صورتیں بیان کرتے ہیں جس میں شئے جل کر راکھ ہوجاتی ہے۔

(ا)انتفا(Sublimation)جب شئے جل کر بالکل فنا ہوجائے جیسے گندھک(Sulfur) یانوشادر(AlCL2)(جوآگ کے اثر سے بالکل غائب ہوجاتے اور بخارات بن کراڑ جاتے ہیں)۔

(ب)انطفا(Residuate)بعدعمل نار اس کے سب اجزاء برقرار ہیں مگر پانی کی کوئی نمی تھی وہ خشک(Dry)ہوگئی۔اس عمل میں اس شے میں موجود پانی خشک ہوجاتا ہے اور وہ بعد میں راکھ کی شکل اختیار کرلیتی ہے۔

(ج)انتقاص۔اس کی بھی دوصورتیں ہیں۔

(i) تکلیس احجار (Unhydrates) نار جب کسی شے کے اجزاء رطبہ ویابسہ (Dry and wet Particles)میں تفریق کردے۔نہ حجم میں فرق آیا نہ بہت ضعیف ہوا۔

(ii) ترمد (Ash) اس میں اگر رطوبت کثیرہ سب فنا(Dry)ہونے سے پہلے آگ بجھ گئی اور دوبارہ جلنے کی صلاحیت باقی رہی ہوتو یہ انکشت،کولا (Coal) ہے ورنہ راکھ ہے جس کے اجزاء ہاتھ لگنے سے بکھر جاتے ہیں۔

**(۳) لین (Calcination)**

اس میں ہر شے پک کہ (Through Burning or Baking)اپنی اصلی حالت سے نرم ہوجاتی ہے جیسے چونا۔

امام احمد رضا اس عمل میں اپنا ایک مشاہدہ اقوال کے تحت نقل کرتے ہیں۔

''اس میں (لین کے عمل میں) کلاً''یا بعض'' بقائے جسم(Remaining Part)شرط ہے۔نیز یہ بھی لازم ہے کہ اگرچہ وہ(Bounding)قدرے سست(Loose)ضرور ہوئی کہ پہلی سی باہم گرفت (Cohesiveness)وصلابت (Stiffen/Hardend)نہ رہی مگر جسم کے منجمد تھا اپنے انجماد پر رہے۔ (فتاویٰ رضویہ جدید،جلد سوم،صفحہ 581)

**(۴)ذوبان پگھل جانا(Melting)**

اس عمل کے متعلق امام احمد رضا اقول کے ذریعہ اپنی فکر دے رہے ہیں۔

’’یہ وہ صورت ہے کہ اجزاء موجودہ کی گرہ (Bonding) قریب انحلال (یعنی بہت Loose Bonding حالت) ہے نہ تو پوری طرح کھل گئی (کہ اجزاء جدا ہو جائیں) کہ اثر نار سے ان میں کے رطبہ یابسہ کو چھوڑ کر اڑ جائیں (یعنی پگھلے ہوئے دھات کی سی صورت ہوتی ہے کہ وہ پانی کی طرح بہنے لگتی ہے) نہ وہ گرفت رہی (Melt کی صورت میں) کہ بندھی رہے۔

لہٰذا یہ اجزاء رطبہ (WetParticles) فراق چاہ کر اڑنا چاہتے ہیں (پگھلے ہوئی دھات میں سے پانی کے اجزاء اڑ جانا چاہتے ہیں) کہ آگ کی گرمی اس کی مقتضی کہ High Temprature میں پانی کی اجزاء اپنی جگہ نہیں ٹھہرتے اور اڑ جاتے ہیں) اور گرہ بہت سست ہوگئی لیکن اجزائے یابسہ (Dry Particles) انہیں (یعنی Wet Particles) کو نہیں چھوڑتے کہ ہنوز تماسک (Cohesiveness power to hold together) باقی ہے اس کشمکش میں روانی تو ہوئی مگر مع بقائے اتصال (Contact of dry and wet particles) زمین ہی پر رہی اس نے صورت سیلان (Flow) پیدا کی‘‘۔

(فتاویٰ رضویہ جدید، جلد سوم، صفحہ 581)

اس عمل میں امام احمد رضا کی Metal سے متعلق تعریف سامنے آتی ہے جو اس طرح ہے۔

’’Metal دھات وہ شئے ہے کہ جب اس کو اثر نار کے تحت رکھا جائے تو وہ مائع کی طرح بہے گی اس میں موجود رطبہ و یابسہ اجزاء علیحدہ نہ ہو سکیں گے اگرچہ عمل نار سے ان کے Bonds کمزور ضرور ہو جاتے ہیں یعنی Wet and Dry Particles کے Bonds ٹوٹتے نہیں اور ان میں باہم Contact باقی رہتا ہے اگر یہ Bond ٹوٹ جائے تو پھر پانی کے اجزاء اڑ جائیں گے اور اس کی پگھلی حالت فوراً ختم ہو جائے گی اور سخت چیز کی طرح جسم باقی رہ جائے گا۔

یہ اگرچہ Melting Process کا بیان ہے مگر Metal کی تعریف اس میں یہ نکل کر سامنے آتی ہے کہ: ’’شئے جب عمل نار سے گزرے تو مائع کی طرح بہے اور اس کے دونوں اجزاء جدا نہ ہوں‘‘۔

## (۵)انطباع (Malleability)

یہ لفظ اگرچہ عربی ہے مگر زبان عرب پر نہیں نہ ان سے کبھی منقول ولہذا قاموس، محیط حتیٰ کہ تاج العروس کے متدرکات تک اس کا پتہ نہیں ہاں فقہا کرائے نے اس کو استعمال کیا ہے۔ جس کا پہلا سراغ امام شمس الائمہ سرخسی تک چلتا ہے شیخ الاسلام خرزی نے اس کے معنی (پارہ پارہ نرم ہونا) فرمائے ہیں۔ (فتاوٰی رضویہ جدید، جلد سوم، صفحہ 581)

اس کے بعد اقول کر کے فرماتے ہیں: اس سے تو یہ ظاہر ہے کہ لین انطباع میں داخل اور اس کا جز ہے لیکن علامہ خسرو نے انطباع کو خود لین سے تفسیر کیا ہے جس سے روشن کہ دونوں ایک چیز ہیں"۔

مزید اپنی تحقیق کہ انطباع کیا ہے لکھتے ہیں:

"انطباع طبع سے ماخوذ ہے طبع بمعنی عمل صنعت ہے تو انطباع بمعنی قبول صنعت ہے یعنی شے کا قابل ہو جانا کہ وہ جس طرح گھڑنا چاہے گھڑ سکے جس سانچے میں ڈھالنا چاہیں ڈھل سکے اور یہ نہ ہوگا مگر بعد لین ونرمی تو لین (Softness) نہ اس کا عین نہ جز بلکہ اس کی علت اور گھڑنے کی صورت میں اسے لازم ہے جیسے سونا چاندی، لوہے کا آگ سے نرم ہو کر ہر قسم کی گھڑائی کے قابل ہو جانا اور ڈھانے کی صورت میں ذوبان (Melting) اس کی علت ہے۔

(فتاوٰی رضویہ جدید، جلد سوم، صفحہ 583)

امام احمد رضا نے واضح طور سے اس بات کی نشاندہی فرمائی ہے کہ کچھ قسم کے پتھر یا معدن ایسے ہوتے ہیں کہ آگ پر وہ تنے نرم ہو جاتے ہیں کہ ان کو جس سانچے میں ڈھالنا چاہیں ڈھل جاتے ہیں اور یہ عمل مختلف قسم کی دھات بنانے میں یا Alloy بنانے میں کام آتا ہے جس سے اور مختلف چیزیں بنائی جاتی ہیں اس پر مزید تحقیق کی جائے تو امام احمد کا نظریہ (Metallurgy) بھی سامنے آسکتا ہے، قدرت نے امام احمد رضا کو حقیقتاً تمام علوم وفنون کی بھرپور سمجھ اور صلاحیت عطا کی تھی۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

# امام احمد رضا اور تحقیق زلزلہ

اس سے قبل کے مسلم سائنسدان امام رضا قادری بریلوی (۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) علیہ الرحمہ کا زلزلہ سے متعلق موقف پیش کروں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ پہلے اختصار کے ساتھ زلزلے سے متعلق بنیادی معلومات فراہم کروں تاکہ مطالعہ کرنے والے قارئین حضرات یہ جان سکیں کہ برصغیر پاک وہند کا یہ عظیم سائنسدان علم کے ہر گوشہ سے بھرپور واقفیت رکھتا تھا اور ہمیشہ اپنا موقف قرآن وحدیث کی روشنی میں پیش کیا۔

افسوس اس بات کا ہے کہ دور حاضر میں 99 فیصد مسلمان اور مسلم سائنسدان آج صرف اور صرف مغربی افکار کا مطالعہ کرتے ہیں اور ان ہی خیالات اور تحقیق کو حرف آخر سمجھتے ہیں وہ یہ بھی نہیں جانتے کہ آج دنیا کی ساری ترقی پچھلے مسلمان سائنسدانوں کی مرہون منت ہے کاش کہ مسلمان فی زمانہ بھی قرآن وحدیث کا عمیق مطالعہ کریں اور ہر علم سے متعلق اپنا علیحدہ موقف قرآن وحدیث کی روشنی میں پیش کریں اور دین کا علم بلند رکھیں۔

## زلزلہ کیا ہے؟

زمین میں اگر تھرتھراہٹ پیدا ہو یا زمین میں دراڑیں پڑ جائیں یا اچانک زمین یا پہاڑ کا کچھ حصہ سرک جائے تو ہم سمجھتے ہیں کہ زلزلہ آ گیا۔ بعض وقت اس کی شدت اتنی زیادہ ہوتی ہیں کہ زمین کا کچھ حصہ ایک دوسرے سے میلوں دور کھسک جاتا ہے، زمین الٹ جاتی ہے، کہیں کہیں زمین پھٹ جاتی ہے جس کے باعث بعض دفعہ زمین لاوا اگل دیتی ہے۔

بعض دفعہ جب زلزلہ آتا ہے زمین ایسے جھولتی ہے جیسے کوئی جھولے پر بیٹھا ہو، گڑگڑاہٹ اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ بعض وقت اموات اسی آواز کے باعث ہو جاتی ہیں۔ یہ سب کیسے ہوتا ہے اس کے لیے دو اقتباسات ملاحظہ کیجئے۔

"A sudden motion or trembling in the Earth caused by the abrupt relase of slowly accumulated strain (by faulting or Volcanose).

(Glossery of Geology P 151)

Earthqyake: a shaking of the ground caused by the sudden dislocation of material with in the earth some earthquakes are so slight that they are barely felst, others are so violent that they cause extensive damage.

The focus of an earthquake is the centre of the region where the earthquake originates and it is usually less that 20 miles below the earth's surface. The greatest record is 450 miles below the surface of the earth. The point on the earth's surface directly above the focus is called the Epicentre near which most earthquake demages occurs.

(The webstar Encyclopedia Vol.6 P.186)

زلزلہ اگرچہ کہیں بھی کسی وقت آسکتا ہے مگر اس کے کچھ علاقے ایسے ہیں جہاں یہ اکثر آتے رہتے ہیں مثلاً شمالی اور جنوبی امریکہ کا مغربی ساحلی علاقہ اور جاپان، فلپائن کا علاقہ %85 زلزلہ کی زد میں ہیں جبکہ کوہ ہمالیہ، کوہ قاف، کوہ الپائن یورپ تک پہاڑی سلسلہ %10 زلزلہ سے متاثر رہتا ہے جبکہ بقیہ %5 زلزلے دنیا میں کہیں بھی آسکتے ہیں۔

زمین کا وجود سائنس کی تحقیق کے مطابق 4500 ملین سال قبل ہوا تھا جبکہ قرآن معلومات کے مطابق انسان کی پیدائش سے 6 دن پہلے اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان اور جو کچھ اس کے اندر ہے سب تخلیق فرمایا لیکن اس حقیقت کا کوئی تعین نہیں کہ اللہ عزوجل کا ایک دن ہمارے کتنے سال کے برابر ہے اگر ایک دن 1000 ملین کے برابر ہو جائے تو سائنس کا اندازہ صحیح ہوسکتا ہے بہر کیف

جب زمین میں وجود میں آئی یہ آگ کا ایک دھکتا ہوا گولا تھی آہستہ آہستہ ٹھنڈی ہوئی جس کے باعث اوپر آتشی چٹانیں بن گئیں مگر اس کے نیچے یا زمین کے خول میں لاوا مائع کی صورت میں موجود رہا جو ہر وقت اس طرح گھوم رہا ہے جس طرح کوئی انسان ہاتھ سے لسی بناتا ہے تو دہی گھومتا ہے اور اوپر کا نیچے اور نیچے کا اوپر ہوتا رہتا ہے بلکل اسی طرح یہ لاوا زمین کے اندر گھوم رہا ہے اور یہ اوپر کی چٹان پر آ کر ٹکراتا بھی ہے اور کہیں کہیں سے آتش فشاں کے پھٹنے کا باعث بھی ہوجاتا ہے۔

آتشی پہاڑ زمین پر (Continental crust) اور سمندر کے تہہ کے نیچے (Oceanic crust) کی صورت میں چاروں طرف سے لاوا کو ڈھانپے ہوئے ہیں اور یہ سخت موٹی تہہ Crustal Plate میں تقسیم ہیں اور یہ کئی جگہ سے ایک دوسرے سے دور ہورہی ہیں کہیں یہ Crust Plate ایک دوسرے کے اوپر چڑھ رہی ہیں اور کہیں ایک پلیٹ دوسرے کے نیچے جارہی ہے جس کے باعث ان کے سروں۔ (Margines) پر دباؤ بڑھتا چلا جاتا ہے اور ایک وقت آتا ہے کہ یہ دباؤ بہت زیادہ ہوجاتا ہے۔

جب یہ دباؤ بہت زیادہ ہوجاتا ہے تو اب یہ خارج ہونا بھی چاہتا ہے۔ پہاڑوں کی رگوں Fault Zones سے اس کا اخراج آسان ہوتا ہے یہی وہ جگہ ہوتی ہے جہاں زلزلہ محسوس کیا جاتا ہے کیونکہ زلزلہ ہم اس وقت محسوس کرتے ہیں جب یہ سارا عمل اختتام کے قریب ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ سائنس اس دباؤ (Stress) یا اس انرجی کے اخراج کو سبب زلزلہ بتاتی ہے مگر امام احمد رضا اس کے خلاف ہیں آپ کا کہنا یہ ہے کہ (Stored Tenergy) کا اخراج سبب زلزلہ نہیں بلکہ یہ اخراج زلزلہ کا resultant ہے زلزلہ کا سبب ان پہاڑی سلسلوں میں موجود ریشوں (Root) میں کس قسم کی حرکت کے سبب آتا ہے آیئے امام احمد رضا کی تحقیق اور جستجو سے آگاہی حاصل کریں۔

راقم امام احمد رضا کی فتاویٰ رضویہ کی جلد 12 کا مطالعہ کررہا تھا اس کے دوران دو استفتاً ایسے نظر آئے جس میں مستفتیوں نے زلزلے کے سبب سے متعلق سوالات کئے ایک سوال جواب تو

بہت مختصر ہے دوسرا خاصہ طویل جس کو اختصار کے ساتھ یہاں تحریر کروں گا تاکہ قارئین کی دلچسپی بھی قائم رہے اور مضمون میں ربط بھی برقرار رہے۔ تفصیل اگر کسی کو درکار ہو تو فتاویٰ رضویہ جلد 12 کا 189 سے صفحہ 192 تک مطالعہ کرے۔

امام احمد رضا کے جواب میں جو عبارات قوسین میں نظر آئے وہ اس احقر کی ہے جو صرف قاری کو سمجھانے کی خاطر تحریر کی ہے تاکہ وہ امام احمد رضا کی بات آسانی سے سمجھ سکے آیئے اب ان دونوں فتاویٰ کا جائزہ لیں۔

☆☆☆☆☆

**سوال: زلزلہ آنے کا کیا باعث ہے؟ (مرسلہ مولوی احمد شاہ)**

**جواب:** اصلی باعث آدمیوں کے گناہ ہیں اور پیدا یوں ہوتا ہے کہ "ایک پہاڑ تمام زمین کو محیط ہے (غالباً اس سے مراد **Oceanic and Continental crust** کی تہہ ہے جو یقیناً پوری زمین کو محیط ہے اور یہ سب آتشی چٹانیں ہیں) اور اس کے ریشے (اس سے مراد ان **crust** کے **Roots** ہیں جو پوری زمین کو محیط ہے اور کہیں اس کے تہہ سو میل سے کم ہے اور کہیں یہ تہہ 500 میل سے بھی زیادہ ہے) زمین کے اندر اندر سب جگہ پھیلے ہوئے ہیں جیسے بڑے درخت کی جڑیں دور تک اندر اندر پھیلتی ہیں۔ جس زمین پر معاذ اللہ زلزلہ کا حکم ہوتا ہے وہ پہاڑ اس جگہ کے ریشے **Roots** کو جنبش دیتا ہے زمین ہلنے لگتی ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد 12، صفحہ 189، مطبوعہ: ممبئ انڈیا)

**دوسرا مسئلہ سردار مجیب الرحمان خان نے 26 صفر 1327ھ میں ضلع کھیری سے کیا تھا۔**

سوال: نسبت زلزلہ مشہور ہے کہ زمین ایک شاخ (سینگ) گاؤ پر ہے کہ وہ ایک مچھلی پر کھڑی رہتی ہے جب اس کا سینگ تھک جاتا ہے تو دوسرے سینگ پر بدل کر رکھ لیتی ہے اس سے جو جنبش وحرکت ہوتی ہے اس کو زلزلہ کہتے ہیں اس میں استفسار یہ ہے کہ

(۲) سطح زمین ایک ہی ہے اس حالت میں جنبش سب زمین کو ہونا چاہیے

(۳) زلزلہ سب جگہ یکساں آنا چاہیے

(۴) گزارش یہ ہے کہ کسی جگہ کم کسی جگہ پر زیادہ اور کہیں بلکل نہیں آتا

(۵) جو کیفیت واقعی اور حالت صحیح ہو اس سے معزز فرمائے۔ (جلد 12، صفحہ 189)

جواب (ا) زلزلہ کا سبب مذکورہ زد عوام محض بے اصل ہے۔ یعنی یہ گمان باطل ہے کہ زمین گائے کی سینگ پر اور وہ مچھلی پر)۔

(۲۔۳۔۴) کا جواب دیتے ہوئے رقم طراز ہیں:

زمین اجزائے متفرقہ کا نام ہے (زمین ذرات کے آپس میں جڑے رہنے سے بنی ہے اگر غور سے دیکھا جائے (خوربین کے ذریعہ) تو یہ سب متفرقہ اجزا نظر آئیں گے اور ان کے درمیان جگہ **(Voids)** ہوتے ہیں) حرکت کا اثر بعض اجزا کو پیہونچنا بعض کو نہ پہنچنا مستبعد (دوراز قیاس) نہیں (زلزلہ اس لیے کہیں کم اور زیادہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ پہاڑ کوئی ایک جسم تو نہیں ذرہ ذرہ جڑا ہوا ہے اور اس میں بھی سوراخ ہیں اس لیے جنبش جب کہیں شروع ہوتی ہے تو وہ آگے جا کر کم سے کم ہوتی چلی جاتی ہے اسلیے زلزلہ مختلف جگہ مختلف قوت کا ہوتا ہے۔

اہل سنت کے نزدیک ہر چیز کا سبب اصلی محض ارادۃ اللہ عزوجل ہے جتنے اجزاء کے لیے ارادہ تحریک ہوا انہیں پر اثر واقع ہوتا ہے اور بس۔ (صفحہ 190)

آگے چل کر امام احمد رضا سبب زلزلہ پر گفتگو فرماتے ہیں ملاحظہ کیجئے۔

خاص خاص مواقع میں زلزلے آنا دوسری جگہ نہ ہونا اور جہاں ہونا وہاں بھی شدت وخفت میں مختلف ہونا اس کا سبب وہ نہیں جو عوام بتاتے ہیں سبب حقیقی تو وہی ارادۃ اللہ اور عالم اسباب اصلی بندوں کے معاصی۔

''مااصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم ویعفوا عن کثیرا''

ترجمہ: تمہیں جو مصیبت پہنچتی ہے تمہارے ہاتھوں کی کمائیوں کا بدلہ ہے اور بہت کچھ معاف فرما دیتا ہے۔

اور وجہ وقوع کوہ قاف (یہ چیچینا ملک کے پہاڑ کا سلسلہ ہے جو ایک طرف ہمالیہ سے مل جاتا ہے اور دوسری طرف یہ کوہ الپائن سے ملتا ہے اور پورے یورپ سے گزرتا ہے) کے ریشے (Roots) کی حرکت ہے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے تمام زمین کو محیط ایک پہاڑ پیدا کیا ہے جس کا نام قاف ہے (یہاں قاف سے مراد Crust لیا گیا ہے اور یہ Crust پوری زمین کو محیط ہے جس کی جڑیں Sial تک ہوتی ہیں اور یہ Sial لاوا مائع کی حالت میں ہے) کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں اس کے ریشے زمین میں نہ پھیلے ہوں جس طرح پیڑ کی جڑ بالائے زمین تھوڑی سی جگہ ہوتی ہے اور اس کی ریشے زمین کے اندر اندر بہت دور تک پھیلے ہوتے ہیں کہ اس کے لیے وجہ قرار ہوں۔

جبل قاف جس کا دور تمام کرہ زمین کو اپنے لپیٹ میں لیے ہے اس کے ریشے ساری زمین میں اپنا جال بچھائے ہیں کہیں اوپر ظاہر ہو کر پہاڑیاں ہو گئے (یعنی Mountion chains بن گئے جیسے ہمالیہ، الپائن وغیرہ وغیرہ) کہیں سطح تک آ کر تھم رہے جسے زمین سنگلاخ کہتے ہیں (یہ Shield کے علاقے ہوتے ہیں۔

جہاں پہاڑ تو نہیں مگر وہاں کی زمین آتشی نوعیت کی ہوتی ہے اور ان پر کسی بھی قسم کی دوسری Rock نہیں ہوتی ہیں جیسے انڈیا میں راجستھان کا علاقہ یا پاکستان میں نگر پار کا علاقہ جہاں کی زمین پر آتشی زمین Granite Rocks کی ہے) کہیں زمین کے اندر ہے قریب یا بعید ایسے کہ پانی کی چوان (Shore line) سے بھی نیچے (آتشی پہاڑ کے سلسلے زمین کے نیچے کم گہرائی یا بہت گہرائی کے بعد بھی ملتے ہیں اور سمندر کے پانی کے سطح کے نیچے 7 میل کے تہ کے بعد بھی آتشی چٹانیں Oceanic Crust کی شکل میں موجود ہوتی ہیں۔

ان تینوں حالتوں میں Continental/Oceanic crust کے اوپر نرم رسوبی Sedimentary چٹانیں پائی جاتی ہیں) ان مقامات میں زمین کا بالائی (اوپری) حصہ دور تک نرم مٹی رہتا ہے ہمارے قریب کے عام بلاد ایسے ہی ہیں (کہ اوپر نرم مٹی کے پہاڑ ہیں جسے جبل پور نینی تال یا پنجاب کے پہاڑی علاقے) مگر اندر اندر (یعنی نیچے ان کے نرم پہاڑوں کے)

قاف کے رگ و ریشہ سے کوئی جگہ خالی نہیں ( کہ اس نرم پہاڑوں کے نیچے آتشی پہاڑیاں Oceanic crust یا Continental crust موجود ہے جس کی شاخیں نیچے تک جاتی ہیں اور وہاں تک جاتی ہیں جہاں لاوا مائع (Sail) کی حالت میں موجود ہے اور یہ لاوا حرکت کرتا رہتا ہے اور یہ حرکت ان Roots میں حرکت پیدا کرتی ہے اور یہ اوپر منتقل ہوتی جاتی ہے اور اوپر کی سطح تک پہنچ کر وہاں زلزلہ کا سبب بنتی ہے )۔

جس جگہ زلزلہ کیلیے ارادۃ اللہ عزوجل ہوتا ہے قاف کو حکم ہوتا ہے کہ وہ اپنے وہاں کے ریشے کو جنبش دیتا ہے۔ صرف وہیں زلزلہ آئے گا جہاں کے ریشے کو حرکت دی گئی (یعنی جہاں لاوا کے حرکت سے crust کی Root کو حرکت ہوگی اوپر ان ہی پہاری علاقوں میں زلزلہ آئے گا) پھر جہاں خفیف کا حکم ہے اس کے محاذی ریشہ کو آہستہ ہلاتا ہے اور جہاں شدید کا امر ہو وہاں بقوت۔

یہاں تک کہ بعض جگہ صرف ایک دھکا سا لگ کر ختم ہوجاتا ہے اور اسی وقت دوسرے قریب مقام کے درودیوار جھونکے لیتے ہیں اور تیسری جگہ زمین پھٹ کر پانی نکل آتا ہے یا بعض دفعہ مادہ کبریتی مشتعل ہوکر شعلے نکلتے ہیں چیخوں کی آواز پیدا ہوتی ہے۔

(امام احمد رضا یہاں Earthquake Intensity or magnitude کے متعلق گفتگو فرما رہے ہیں اور اس کے اسکیل کے متعلق بتا رہے ہیں کہ جب زلزلہ آتا ہے تو کہیں بلکل ہلکا محسوس ہوتا ہے کہیں زمین پھٹ جاتی ہے، وہ یا تو پانی اگل دیتی ہے یا پھر بعض دفعہ آتشی مادہ نکلنے لگتا ہے جو کہ آگ کی صورت میں ہی ہوتا ہے اور ساتھ ہی گڑگڑاہٹ کی بہت تیز آوازیں آتی ہیں)۔

زمین کے نیچے رطبوتوں (Liquid magma) میں حرارت شمس کے عمل سے بخارات سب جگہ پھیلے ہوئے ہیں ( جو کہ پتھروں کے سوراخوں (Voides) میں موجود رہتے ہیں ) اور بہت دخانی مادہ (Gaseous vapours) ہے جنبش کے سبب منافذِ زمین متع ہوکر وہ بخار ودخان نکلتے ہیں (یعنی جب زمین میں حرکت شروع ہوجاتی ہے تو اس کے سبب میں زمین میں

دراڑیں پیدا ہوتی ہیں اور ان دراڑوں کے ذریعہ Gases یا وہ بخارات جو اندر جمع تھے باہر نکلتے ہیں دھواں دھواں ہو جاتا ہے) طبیعات میں پاؤں تلے کی دیکھنے والے (یعنی علم طبیعات کے ماہرین) انہیں کے ارادۂ خروج کو سبب زلزلہ سمجھنے لگے حالانکہ ''ان کا خروج بھی سبب زلزلہ کا مسبب ہے''۔

(جلد 12، صفحہ 191)

(یعنی ماہرین طبیعات تو یہ سمجھ رہے ہیں کہ زلزلہ اس لیے آتا ہے کہ یہ چٹانوں سے ان کے اندر کی گیس یا اور قسم کی انرجی کے نکلنے کے سبب زلزلہ آتا ہے جب کہ امام احمد رضا کا موقف یہ ہے کہ زلزلے کے نتیجے میں کہیں پانی نکلتا ہے کہیں آتشی مادہ نکلتا ہے کہیں گیس و بخارات خارج ہوتے ہیں اور وجہ زلزلہ کی اصل یہ ہے کہ ان Crustat Rock کی جب Roots ہلتی ہیں تو اوپر سطح پر ان کے اثرات مرتب ہوتے ہیں جس کے باعث اور نتیجہ میں اشیاء خارج ہوتی ہیں یا آوازیں پیدا ہوتی ہیں یا زمین ہلتی ہے اور سونا اگلتی ہے)۔

آخر میں امام احمد رضا سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت نقل کرتے ہیں۔ ''اللہ عزوجل نے ایک پہاڑ پیدا کیا جس کا نام قاف ہے وہ تمام زمین کو محیط ہے اور اس کے ریشے اس چٹان تک پھیلے ہوئے جس پر زمین ہے جب اللہ عزوجل کسی جگہ زلزلہ لانا چاہتا ہے اس پہاڑ کو حکم دیتا ہے اور وہ اپنے اس جگہ کے متصل ریشے کو لرزش و جنبش دیتا ہے۔ یہی باعث ہے کہ زلزلہ ایک بستی میں آتا ہے دوسری میں نہیں''۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد 12، صفحہ 191، بحوالہ: کتاب العقوبات از: امام ابوبکر ابن ابی الدنیا)

☆☆☆

(امام احمد رضا محدث بریلوی کے سائنسی نظریات کی روشنی میں)

# مقالاتِ مجیدی (حصّہ دوم)

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری



ترتیب وتدوین

پروفیسر محمد آصف خان علیمی قادری